تحریر فی اصول التفسیر

حررہ

المفتقر الی اللہ الصمد السید احمد

درمطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علی خان صاحب طبع شد
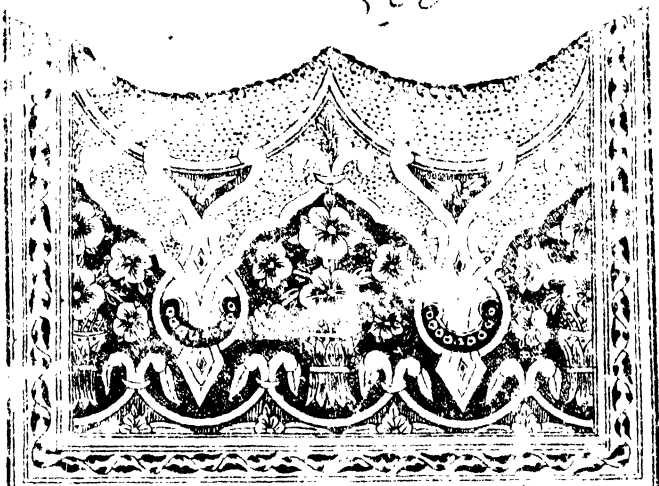
سنہ ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل القرآن علی محمد رسولہ علیہ السلام ھدایۃ للانام

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد [illegible] و اصحابہ

الی یوم القیامۃ۔ اما بعد جبکہ غدر کا زمانہ گزر گیا اور مسلمانون پر بھی جو کچھ گذرنا تھا گزر گیا

تو مجھکو اپنی قوم کی اصلاح کی فکر ہوئی۔ مین نے اسمین بہت غور کی اور ایک زمانۂ دراز

کے غور کے بعد یہ فیصلہ پایا کہ انکی دینی و دنیوی اصلاح بغیر اسکے کہ انکو علوم و فنون جدیدہ

[illegible] جو اور قومون کے سرمایۂ افتخار ہین [illegible] جو ہم پر بمشیتہ اللہ حکومت کرتی ہے

تعلیم دیجاوے اور کسیطرح ممکن نہین۔

اس طریقہ سے دنیوی اصلاح کے ہونے کا تو ایسا مسئلہ تھا جسمین کچھ اختلاف

نہین ہوسکتا مگر یہ مسئلہ کہ دینی اصلاح کے لیے بھی وہ مفید ہے معرض بحث مین تھا۔

بلکہ کوئی بھی اسکو تسلیم نہین کرتا تھا کیونکہ یہ بات ظاہر تھی کہ جن لوگون نے اُن علوم مین توغل کیا خواہ وہ عیسائی ہون یا مسلمان یا ہندو اُنہون نے اپنے مذہبی عقاید سے ہاتھ دہویا اسلیے کہ اُنہون نے علوم جدیدہ کے مسایل کو سچ اور صحیح اور درست جانا اور عقاید مذہبی کو جب اُسکے برخلاف پایا تو اُسکو غلط مانا۔

یہ مشکل کچھ اِسی وقت مین پیش نہین آئی بلکہ اُسوقت بھی پیش آئی تھی جبکہ فلسفہ یونانی مسلمانون مین پھیلا تھا اور مذہبی اصول و عقاید کو اُسنے درہم و برہم کردیا تھا۔ مگر اُس زمانہ کے علما نے اُسپر توجہ کی اور علم کلام ایجاد کیا اور مذہب کی حمایت مین فلسفہ یونانی سے مقابلہ کیا اور اُنہون نے صرف تین کام کیئے۔ یا تو مسایل مذہبی کو فلسفہ یونانی کے مطابق کردکھایا۔ یا اُنکے دلایل کو غلط کردیا۔ یا مشتبہ۔ مگر اِس زمانہ مین جو سخت مشکل پیش آئی ہی وہ یہ ہی کہ فلسفہ اور طبیعات یونانی بھی جسکی بنا پر اُس زمانہ کے علما نے بہت سے مذہبی مسایل بھی قایم کیئے تھے علوم جدیدہ سے غلط ثابت ہوا ہی اور علوم جدیدہ کے دلایل صرف قیاسی اور فرضی ہی نہین رہے بلکہ تجربہ اور عمل نے اُنکو درجہ مشاہدہ تک پہونچادیا ہی۔ یہان تک کہ عام طور پر یہ مسئلہ محقق مانا جانے لگا کہ علوم مذہب کے مخالف ہین اور وہ مذہب کو اسیطرح جلادیتے ہین جیسے چھوٹے پودے کو پالا۔

جبکہ مین نے علوم جدیدہ و انگریزی زبان کو مسلمانون مین رواج دینے کی کوشش کی تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا درحقیقت وہ علوم مذہب اِسلام کے ایسے ہی برخلاف ہین جیسا کہ کہا جاتا ہی۔ مین نے بقدر اپنی طاقت کے تفسیرون کو پڑہا اور بجز اُن مضامین کے جو

علم ادب سے علاقہ رکھتے ہین باقی کو محض فضول اور مملو بروایات ضعیف وموضوع اور قصص
بے سروپا سے پایا جو اکثر یہودیون کے قصون سے اخذ کئے گئے تھے - پھر مین نے
بقدر اپنی استعداد وطاقت کے کتب اصول تفسیر پر توجہ کی اس امید سے کہ اُن مین ضرور
کوئی ایسے اصول قایم کئے ہون گے جنکا ماخذ خود قرآن مجید یا کوئی اور ایسا ہوگا جسپر
کچھ کلام نہو سکے - مگر اُن مین بجز اس قسم کے بیان کے کہ قرآن مجید مین فلان فلان علم ہین
مثلاً فقہ وکلام ووعظ اور اسباب خفاے نظم قرآن ولطافت نظم اور بیان اختلاف تفاسیر
کے یا شرح غریب قرآن کے اور کچھ نہین ہی - جو زیادہ بسوط ہین اُن مین آیات مکی ومدنی
صیفی وشتائی - یومی ولیلی اور اُنکے حروف وکلمات یا بحث مجاز وغیرہ کے کوئی ایسے
اصول نہین بتائے ہین جنسے وہ مشکلات جو درپیش ہین حل ہوسکین -

پھر مین نے بقدر اپنی طاقت کے خود قرآن مجید پر غور کی اور چاہا کہ قرآن ہی سے سمجھنا
چاہیئے کہ اُسکا نظم کن اصولون پر واقع ہوا ہی اور جہانتک میری طاقت مین تھا مین نے
سمجھا اور مین نے پایا کہ جو اصول خود قرآن مجید سے نکلتے ہین اونکے مطابق کوئی مخالفت
علوم جدیدہ مین نہ اسلام سے ہی اور نہ قرآن سے اگر راست پرسی من شاکر قرآن عظیم ام وہذا
قولی کما قال شاہ ولی اللہ - پھر مین نے اُنہین اصول پر ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھنی شروع کی
جو اسوقت سورۃ النحل تک ہو چکی ہی -

اُس تفسیر کے چھپنے اور مشتہر ہونے پر لوگون نے مخالفت کی اور اُسکی تردید مین کتابین
لکھین - مین نے اُن پر کچھ التفات نہین کیا اور نہ دیکھا کیونکہ مین سمجھتا تھا کہ اُنہون نے

کیا لکھا ہوگا - مگر ان دنون مین پیارے مہدی نواب محسن الملک نے مجھے دو خط لکھے جنسے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو بھی تفسیر کے بعض یا اکثر مقامات کی نسبت اُسی قسم کے شبہات ہین جو اَور لوگون کو ہین اور وہ دونون خط اور اُنکے جواب یہ ہین -

پہلا خط نواب محسن الملک مولوی سید مہدیعلیخان کا

بنام

سید احمد خان

حیدر آباد دکن — ۹ اگست ۱۸۹۲ء

جناب عالی

+ + + + + + + + + + + + + + + + + +

دوسری بات لکھنے کی یہ ہی کہ آجکل مین آپ کی تفسیر دیکھ رہا ہون جسے درحقیقت ابتک اچھی طرح بلکہ سرسری طور پر بھی نہ دیکھا تھا اور اُسکے نہ دیکھنے کا سبب آپسے کہہ بھی دیا تھا - غالباً آپ اِس بات کے سننے سے توخوش نہونگے کہ مین ابتک آپ کی رایون سے اتفاق نہین کرتا اور ہر بحث مین اُسے قرآن کی وہ تفسیر جسکو کوئی قرآن کے مطالب کی تشریح اور تفصیل اور تفسیر سمجھے نہین سمجھتا بلکہ اکثر جگہ تفسیر کو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ تصور کرتا ہون مگر اسمین شبہ نہین ہی کہ جس مضمون کو آپ نے لکھا ہی ایسی عمدگی اور خوبی اور صفائی سے بیان کیا ہی کہ اگر آدمی نہایت ہی راسخ الاعتقاد نہ ہو تو ضرور اُسکی

تصدیق کرنے لگے اور بلاشبہ ایک جادو کئے ہوئے آدمی کیطرح آمنا وصدقنا پکارنے لگے - واقعی خدا نے دل کے حالات کو الفاظ مین ادا کرنے اور تحریر مین لانے کی عجیب حیرت انگیز قوت اور طاقت آپ کو دی ہی کہ اگر اُسے جادو کہین یا سحر تو بے محل نہو مگر افسوس ہی کہ آپنے اُن مسایل کو جو آجکل یورپ کے وہ تعلیم یافتہ لوگ جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین صحیح اور یقینی اور غیر قابل الاعتراض - سمجھتے ہین ان لیا اور قرآن کی آیتون کو جنہین اُن کا ذکر ہی ایسا ماول کردیا کہ وہ تاویل ایسے درجہ پر پہونچ گئی کہ اُسپر تاویل کا لفظ بھی صادق نہین ہوسکتا - آپنے مسلمان مفسرون کو توخوب گالیان دین اور بُرا بھلا کہا اور یہودیون کا مقلد بتایا - مگر آپنے خود اس زمانہ کے لامذہبون کی باتون پر ایسا یقین کرلیا کہ اُنکو مسایل متفقہ صحیحہ یقینیہ قرار دیکر تمام آیتون کو قرآن کے ماول کردیا اور لطف یہ ہی کہ آپ اُسے تاویل بھی نہین کہتے (تاویل کو توآپ کفر سمجھتے ہین) بلکہ صحیح تفسیر اور اصلی تفسیر قرآن کی سمجھتے ہین - حالانکہ نہ سیاق کلام نہ الفاظ قرآنی نہ محاورات عرب سے اُسکی تائید ہوتی ہی - اگر آپ میرے اس شبہ کو کسیطرح دور کرسکین تو مجھے ایسی خوشی ہو کہ کسی اور چیز سے نہو اسلئے کہ اکثر مقامات اُسکے ایسے عمدہ اور پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کے ہین کہ بعد قرآن وحدیث کے اگر کوئی اُسے ورد زبان کرے اور دلپر نقش تو دنیا مین عالم اور سچا مسلمان ہو اور عاقبت مین اُن ثوابون کا مستحق جو سچے مسلمانون کے لیے خدا نے مقرر کئے ہین -

محسن الملک

جواب از طرف سیّد احمد خان

مکرمی مہدی

+ + + + + + + + + + + + +

مین نہایت خوش ہون کہ آپ نے میری تفسیر کو دیکھنا شروع کیا ہی مجھے نہایت خوشی ہی کہ آپ اُسکو مخالفانہ اور غیر معتقدانہ طور پر دیکھین اور اُسکی ایک بات پر بھی یقین نکرین سبکو غلط سمجھین - مگر اُسکو دیکھین اور غور سے پڑہین -

آپ نے اِس خط مین لکھا ہی کہ اکثر جگہ تفسیر کو تفسیر القول بما لایرضی به قایله تصور کرتا ہون - یقینی آپ کے پاس خدا کی بھیجی ہوئی وحی تو آئی نہین جس سے آپ کو ثابت ہوا ہو کہ اِس قول سے مرضی قایل یعنی خدا کی یہ نہین ہی - پس ضرور ہی کہ کوئی اور ذریعہ آپ کے پاس ہی جسکی وجہ سے آپ نے تفسیر کے مقامات کو ما لایرضی به قایله قرار دیا ہی -

مین نے بہت سوچا کہ وہ ذریعہ آپ کے پاس کیا ہی اور وہ ذریعے دو معلوم ہوئے -

اول بچپن کی تربیت - بچپن سے باتون کو سنتے سنتے اُنکا نقش کالحجر دل مین ہوجاتا ہی جسکا مٹانا بہت ہی زبردست دل اور نہایت ہی قوت ایمانیہ کا اور بہت ہی غور و فکر کا کام ہی -

دوسرا ذریعہ جو پہلے ذریعہ کا شعبہ ہی مگر اُس پہلے کو نہایت قوی اور مضبوط کرنیوالا ہی وہ علما کے اقوال اور تفاسیر کے مندرجہ رطب و یابس روایتین اور قصے ہین - گو آپ نے

اِسی خط مین ایک فقرہ لکھا ہی کہ "میرے نزدیک یہ ساری خرابیان غلط مذہبی خیالات اور تقلید سے پیدا ہوئی ہین اور مسلمانون کو اِسی کمبخت تقلید نے اندھا۔ بہرا۔ گونگا۔ بنا دیا ہی" مگر افسوس ہی کہ تم یہ خیال نہین کرتے کہ خود تمھارا بھی یہی حال ہی۔ آبائی خیالات کو اور خصوصاً ایسے خیالات کو جو مذہبی روایتون پر مبنی ہین چھوڑنا نہایت مشکل ہی۔ آپ یہ دعوی نکرین کہ مین آبائی مذہب کو چھوڑ کر شیعہ سے سُنّی ہو گیا ہون۔ اوّل تو بہت سے اسباب آپ کے گرد ایسے جمع تھے کہ جنکے سبب سے شیعہ مذہب نے بخوبی جڑ دل مین نہین پکڑی تھی علاوہ اسکے یہ تبدل صرف جزئیات مین تھا جو قابل اعتنا نہین ہی۔ مگر جن امور کو آپ تفسیر القول بما لا یرضی به قایله قرار دیتے ہین اُنکی جڑ بہت زیادہ گہری اور نہایت مضبوط دل مین بیٹھی ہوئی ہی اُسکا اُکھڑنا اور اُسکی جگہ دوسری بات کا بیٹھنا گو کہ یہ دوسری بات کیسی ہی سچ و صحیح ہو بہت زیادہ دشوار اور بہت زیادہ مشکل ہی۔ غرضکہ آپکے پاس کوئی دلیل اس بات کی نہین ہی کہ آپ تفسیر کو تفسیر القول بما لا یرضی به قایله سے تعبیر کرین۔ ہان اُسکو غلط سمجھین اُسکو تسلیم نکرین یہ دوسری بات ہی مگر ما لا یرضی به قایله نہین کہ سکتے۔

آپ نے اپنے خط مین لکھا ہی کہ "افسوس ہی کہ آپ اُن مسایل کو جو آجکل یورپ کے وہ تعلیم یافتہ لوگ جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین صحیح اور یقینی اور غیر قابل الاعتراض سمجھتے

* واضح ہو کہ یہ فقرہ خط کے پہلے فقرے مین ہی جو چھوڑ دیا ہی اسلیے کہ وہ متعلق الہ آباد کانفرنس کے لکچر سے تھا۔ تفسیر کے مضمون سے متعلق نہین تھا ۱۲ سید احمد

ہین مان لیا ہی اور قرآن کی آیتون کو جنمین اُن مسایل کا ذکر ہی ایسا ماول کر دیا ہی کہ وہ تاویل ایسے درجہ کو پہونچ گئی ہی کہ اُسپر تاویل کا لفظ بھی صادق نہین ہو سکتا"

تمھارے اِس فقرے سے مین خوش بھی ہوا اور متعجب بھی ہوا - خوش تو اسلیے ہوا کہ تمنے اُسپر تاویل کا صادق آنا نہین مانا - کیونکہ مین قرآن مجید مین تاویل کو مطابق اُسکے مفہوم عام کے کفر سمجھتا ہون -

متعجب اسلیے ہوا کہ تمنے اُس فقرے مین یہ قید کیون لگائی ہی کہ "جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین" کیا اگر کوئی لامذہب یعنی غیر معتقد کسی مذہب کا مذاہب موجودہ مین سے یہ بات کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہین تو کیا اُسکے لامذہب ہونے سے یہ بات غلط ہو جاویگی - اگر کوئی نہایت پابند مذہب کہے کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہین تو کیا اُسکے پابند مذہب ہونے سے یہ بات صحیح ہو جاویگی - حاشا وکلا -

ہان ایک بات آپنے بہت صحیح لکھی ہی کہ اگر آپ میری تفسیر کے کسی مقام کو خلاف سیاق کلام (اگرچہ مجھکو نہایت شبہ ہی کہ تم اِس بات کو سمجھے بھی ہو کہ قرآن مجید کا سیاق کلام کیا ہی اور کس طور پر ہی) اور خلاف الفاظ قرآن اور خلاف محاورہ عرب جاہلیت ثابت کر دو تو مین اُسیوقت اپنی غلطی کا مقر ہو جاؤن گا - مگر مجاز و حقیقت مین یا استعارہ وکنایہ یا خطابیات مین بحث مت کرنا کیونکہ جیسا آپکو کسی لفظ کے حقیقی یا لغوی معنی لینے کا حق ہی ویسا ہی مجھکو اُسکے مجازی معنی لینے یا استعارہ اور کنایہ یا از قسم خطابیات قرار دینے کا حق ہی اور اُسکے لیے ایک عام مثل دینی کافی ہی جیسے کہ علمانی نسبت خدا کے ید اور وجہ اور

استوا علی العرش اور ہبوط کے مذاہب مختلفہ اختیار کیے ہین اور مین خیال کرتا ہون
کہ شاید تم بھی اُنکے حقیقی اور لغوی معنی نہین لیتے اور اُسکے لئے کوئی وجہ رکھتے ہو اُسیطرح
مین بھی ایسا کرنے کے لیئے قطعی اور یقینی وجہ رکھتا ہون پس اُسپر بحث بحث نہو گی بلکہ مکابرہ
ہوگا -

جانِ من - حقیقت یہ ہی کہ تمنے خدا کی عظمت کا جس عظمت کے وہ لایق ہی اور قرآن
مجید کی صداقت کا جس صداقت کے وہ لایق ہی اور مذہب اسلام کی عزت اور سچائی
کا جس عزت اور سچائی کے وہ لایق ہی اپنے دل پر نقش کالحجر نہین کیا ہی اسلیئے تمھاری
راے یا تمھارا دل اور تمھارا ایمان ڈاوان ڈول ہوتا ہی اگر تمام خیالات کو دل سے
محو کرکے یہ سچّا اور دلی یقین کر لو کہ خدا سچا ہی اور قرآن اُسکا کلام اور بالکل سچا ہی تو تم کو
اِس قسم کے شبہات ہرگز پیدا نہون -

پس سمجھو کہ تفسیر لکھنے مین میرے اصول کیا ہین اُسکے بالاستیعاب بیان کرنے کے
لیے تو ایک رسالہ مستقل چاہیئے مگر مین چند کو جو مقدم ہین بتلاتا ہون -

پہلا اصول - یہ ہی کہ خدا سچّا ہی اور قرآن مجید اُسکا کلام اور بالکل سچ اور صحیح ہی کوئی
علم یعنی سچ اُسکو جھٹلا نہین سکتا بلکہ اُسکی سچائی پر زیادہ روشنی ڈالتا ہی -

دوسرا اصول - یہ ہی کہ اب ہمارے سامنے دو چیزین موجود ہین (۱) ورک آف
گاڈ یعنی خدا کے کام (۲) ورڈ آف گاڈ یعنی خدا کا کلام یعنی قرآن مجید اور ورک آف
گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کبھی مختلف نہین ہو سکتا اگر مختلف ہو تو ورک آف گاڈ تو موجود

ہی جس سے انکار نہین ہو سکتا اور اسلیے ورڈ آف گاڈ جسکو کہا جاتا ہی اُسکا جھوٹا ہونا لازم آتا ہی نعوذ باللہ منہا اسلیے ضرور ہی کہ دونون متحد ہون -

تیسرا اصول - ورک آف گاڈ یعنی قانون قدرت ایک عملی عہد خدا کا ہی - اور وعدہ اور وعید یہ قولی معاہدہ ہی اور اُن دونون مین سے کوئی بھی خلاف نہین ہو سکتا - لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ اُسکی تسلیم سے خدا کی قدرت مطلق مین نقصان آتا ہی جیسا کہ مین سمجھتا ہون کہ تمھارا خیال ہی - محض غلط اور وہم اور ناسمجھی ہی اس راز کے سمجھانے کو چند سطرین کافی نہین -

چوتھا اصول - خواہ یہ تسلیم کرو کہ انسان مذہب یعنی خدا کی عبادت کے لیئے پیدا ہوا ہی - خواہ یہ کہو کہ مذہب انسان کے لیے بنایا گیا ہی دونون حالتون مین ضرور ہی کہ انسان مین بہ نسبت دیگر حیوانات کے کوئی ایسی چیز ہو کہ وہ اُس بار کے اُٹھانے کا مکلف ہو اور انسان مین وہ شی کیا ہی ؟ عقل ہی - اسلیے ضرور ہی کہ جو مذہب اُسکو دیا جاوے وہ عقل انسانی کے مافوق نہو (مجھکو افسوس ہی کہ تم ہرگز نہین سمجھتے کہ عقل انسانی اور عقل شخصی مین کیا فرق ہی) اگر وہ عقل انسانی کے مافوق ہی تو انسان اُسکا مکلف نہین ہو سکتا بلکہ اُسکی ایسی مثال ہوگی جیسے کہ بیل یا گدہے کو امر و نہی کا مکلف قرار دیا جاوے یا جونپور کا قاضی بنا دیا جاوے -

مذہب اسلام اور خدا کا کلام اِن تمام نقصانون سے پاک ہی وہ بتاتا ہی کہ تم سمجھ لو اور سمجھکر یقین کرو کہ جو کچھ خدا بتاتا ہی اور کہتا ہی وہ سچ ہی - اِس سے زیادہ سچائی کیا ہو سکتی ہی

جو بانی اسلام کی زبان سے کہدینے کو خدا نے فرمایا - انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد - انما انا بشیر و نذیر - جان من - مذہب اسلام اور خدا کے کلام کو دیو پری کے قصے مت بناؤ ورنہ جو فوقیت اسلام کو دوسرے مذاہب باطلہ سے ہی وہ ساقط ہوجاتی ہی اور انسان عقل انسانی کی رو سے قابل یقین نہین رہتا -

جاہل ایک بات کو جو عقل انسانی کے مافوق ہی مان سکتا ہی اسوجہ پر کہ فلان بزرگ نے کہی ہی اور اُسکا ایمان مضبوط رہتا ہی کیونکہ وہ اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا مگر جسکو خدا نے عقل انسانی یا اُسکا کوئی حصّہ عطا کیا ہی وہ ایسی بات پر جو مافوق عقل انسانی ہی یقین نہین کرسکتا -

مین نے بہت سے عالمون کو یہ بات کہتے سُنا ہی اور شاید تم پر بھی گزرا ہوگا کہ فلان بات دل مین تو نہین بیٹھتی یا سمجھ مین تو نہین آتی مگر قرآن یا حدیث مین آئی ہی مان لینی چاہیے اِسطرح مان لینے پر یقین اور ایمان کامل کا اطلاق نہین ہوسکتا گو کہ نجات کے لیے کافی ہو -

اب تمھارے دل مین بہت سے شبہات پیدا ہونگے اور تم خیال کروگے کہ مذہب اسلام اور قرآن مجید مین تو بہت باتین مافوق عقل انسانی ہین مگر یہ تمھاری سمجھ کا قصور ہی قرآن مجید اِس نقصان سے پاک ہی -

تم نے بہت مدت تک نوکری کی اب اُسکو چھوڑدو علیگڈھ مین چلے آؤ یہان رہو چند مدت کی گفتگو اور سمجھانے اور بتانے کے بعد تمکو ثابت ہوجاوے گا کہ اسلام مین اور

قرآن مجید مین کوئی بات مافوق عقل انسانی نہین ہی۔ والسلام

از الہ آباد

۷ اراگست ۱۸۹۲ء

خاکسار

سید احمد

دوسرا خط نواب محسن الملک مولوی سید مہدیعلیخان کا

بنام

سید احمد

حیدرآباد دکن

۱۹ ستمبر ۱۸۹۲ء

جناب عالی

آپ کا خط ۷ اراگست کا لکھا ہوا پہونچا۔ مجھے اسکا ذرا بھی خیال نہ تھا کہ اُن دو فقرون پر جو یون ہی سرسری طور پر میرے قلم سے آپ کی تفسیر کی نسبت نکل گئے تھے آپ اتنی توجہ فرما دینگے اور اُسکے متعلق ایسا بڑا خط لکھین گے۔ مگر مین نہایت خوش ہون کہ آپ نے اُسپر ایسی توجہ فرمائی اور مجھے اپنے شبہات کا زیادہ تفصیل سے عرض کرنے کا موقع دیا۔ مجھے امید ہی کہ آپ نہایت ٹھنڈے دل سے میری اس تحریر کو ملاحظہ فرما دینگے اور محققانہ جواب سے میرے دل کے سارے شکوک دور کر دینگے۔ آپ یقین کیجیے کہ مین اگرچہ آپکے نزدیک آبائی تقلید کی دلدل مین پھنسا ہون مگر اُس سے نکلنے پر آمادہ ہون۔ بشرطیکہ آپ مجھے ثابت کردین کہ مین درحقیقت کسی ایسی دلدل مین پھنسا ہون

اور یہ کہ اُس سے نکلنے کے بعد کسی ایسے گہرے تاریک اور آگ سے بھرے ہوئے غار مین گرنے کا اندیشہ نہین ہی جسکی نسبت میرے حق مین دلدل ہی مین پھنسا رہنا زیادہ مفید ہو۔

حضرت۔ آپ نے اٹھارہ برس کے بعد میرے دل پر تازیانہ لگایا ہی اور بھرے ہوئے زخم کو پھر ہرا کیا ہی اگر اُسکے درد سے مین چلاؤن اور نالہ و شیون کردن تو مجھے معذور سمجھیے اور میرے شور و فغان کو سُنکر میرے درد کی دوا فرمایے۔ ایسا نہو کہ آپ اَور چوٹ لگا دین اور مجھے چلانے اور غل مچانے پر زیادہ مجبور کرین۔

جناب والا۔ آپ نے میرے اُس خیال کی نسبت جو آپ کی تفسیر کی نسبت ہی دو سبب قرار دئے ہین۔ ایک آبائی خیالات کی پابندی۔ دوسرے علما کے اقوال اور تفاسیر پر یقین۔ پہلے امر کی نسبت مین تسلیم کرتا ہون کہ خدا نے اپنی مہربانی سے مجھے مسلمان کے گھر مین پیدا کیا۔ بچپن سے میرے کان مین اسلام کی باتین ڈالین۔ لڑکپن سے مین اسلامی باتین سنتا رہا اور بلا شبہہ اُنکا بہت بڑا اثر میرے دل پر ہوا۔ مگر مین یہ بات نہین مان سکتا کہ جو کچھ مینے سُنا اور جو کچھ سُنی ہوئی باتون کا اثر میرے دل پر ہوا وہ عموماً ایسا قوی تھا کہ اُسکو مین دل سے مٹا نہین سکا۔ مین اپنی زندگی کے پچھلے دنون پر جب ایک سرسری نظر ڈالتا ہون تو ایک بہت بڑا سلسلہ ایسے خیالات اور اعتقادات کا پاتا ہون جنمین نہایت تغیر و تبدل ہوا ہی۔ بہت سی چیزین ایسی دیکھتا ہون جنکو مین اول صحیح سمجھتا تھا مگر اب غلط جانتا ہون اور بہت سے خیالات ایسے ہین جنکو ایک زمانہ مین

بڑا جانتا تھا مگر اب اچھا سمجھتا ہون - پھر مین یہ تغیر خیالات کا صرف جزئیات مین نہین پاتا بلکہ
اصول اور کلیات مین بھی پس اگر آپ کے ارشاد کے موافق آبائی تقلید کی جڑ میرے
دل مین ایسی مضبوط ہوتی کہ کسیطرح وہ اُکھڑ نہ سکتی تو مین اپنے دل سے ایسے خیالات
کو جو لڑکپن سے میرے دل مین جمے ہوئے تھے کیونکر اُکھاڑ کر پھینکدیتا اور بہت سی ایسی
باتون کو جو سُنتے سُنتے کالنقش فی الحجر ہوگئی تھین حرف غلط کیطرح صفحۂ دل سے
کسطرح مٹا سکتا - اسلیے جہانتک مین اپنے دل کو دیکھتا ہون اُسے حق کے قبول
پر آمادہ اور آبائی خیالات اور رسم و رواج اور قوم اور برادری کی پابندی سے آزاد پاتا ہون
اسپر میری راے جبکہ آپکی تفسیر کے بعض مضامین سے ایسی مخالف ہی کہ اوسکی نسبت
القول بما لا یرضی بہ قایلہ کہیٔے تو اسکا کوئی نہ کوئی سبب ہوگا - بظاہر حالات
تو مقتضی اسکے تھے کہ مین آپکی راے سے اتفاق کرتا - اور آپکے ہر خیال کو اچھا سمجھتا
اسلیے کہ علاوہ اُس یقین کے جو مجھے آپکے اسلام اور عالی دماغی اور بلند خیالی اور پاک باطنی
پر ہی میرے دل کو آپ سے وہ نسبت ہے جو لوہے کو مقناطیس سے - جسطرح کہ اُسکے اختیار سے
خارج ہی کہ مقناطیس کی طرف نہ جھکے اور اپنے آپ کو اُسکی کشش سے بچا سکے اسیطرح
میرے امکان مین نہین ہی کہ آپ کی بات نہ مانون اور آپکے خیالات کا ہمصفیر نہ بنون
مگر باوجود اسکے جبکہ مین آپکی تفسیر کے بعض مضامین کا مخالف ہوا اور مخالف بھی ایسا
کہ اُس مخالفت کو نہ آپکی وہ عظمت و وقعت جو میرے دل مین ہی روک سکی نہ وہ محبت
و ارادت جو مجھے آپ سے ہی اُسکی مانع ہوئی نہ آپکی جادو بھری تحریر نے اثر کیا نہ آپکی پُرزور تقریر

نے - تو میرے پیارے سید خدا کے لیے انصاف کرو کہ اُسکا سبب بچپن کی سُنی سنائی باتون کا اثر ہوگا یا اُس قوت ایمانیہ کا جسکے مقابلے مین سارے خیالات محبت اور عظمت اور ارادت کے دب گئے - اور یہ کمزور دل کا کام ہی یا اُس زبردست دل کا جسنے حق بات پر کسی اَور چیز کو غالب ہونے ندیا -

دوسرا سبب - میری مخالفت کا آپ اُس اعتقاد کو قرار دیتے ہین جو نہ مجھے علما کے اقوال اور تفاسیر کے رطب و یابس روایات پر ہی اور جو آپکے نزدیک پہلے سبب کا قوی اور مضبوط کرنیوالا ہی - آپ کی اس تحریر نے مجھے نہایت متعجب کیا اسلئے کہ آپ سے بہتر کوئی نہین جانتا کہ میرے خیالات اِس بارہ مین کیا ہین اور علما اور اُنکی کتابونکی نسبت مین کیا راے رکھتا ہون - آپ خوب جانتے ہین کہ میرے نزدیک نہ کوئی کتاب خدا کی کتاب کے سوا غلطی سے پاک ہی گو وہ کیسی ہی اصح الکتب کیون نہ سمجھی گئی ہو - اور نہ کوئی شخص سواے رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطا اور غلطی سے محفوظ ہی گو وہ صحابی اور امام ہی کیون نہ ہو - بلاشبہہ اسلام اسپر فخر کرسکتا ہی کہ اُسمین بہت بڑے مفسر اور محدث اور مجتہد اور عالم اور فقیہہ اور حکیم ہوئے اور بہت مفید اور قابلِ قدر کتابین لکھی گئین - اور ہمارے بزرگون نے بہت بڑا ذخیرہ علم کا ہمارے لیے چھوڑا اور ہم اُنکے علم اور اجتہاد اور راے اور تالیفات سے بہت بڑی مدد پاتے ہین مگر کوئی بھی اُنمین معصوم نہ تھا - نہ کسی پر جبریلِ امین وحی لائے تھے نہ کسی کی شان مین خدا نے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرمایا تھا - اسپر بھی اگر کوئی کسیکو ہر طرح سے ہر بات

مین اور ہر حالت مین واجب التقلید سمجھے اور باوجود ظاہر ہو جانے غلطی کے خواہ وہ عقل و فطرت کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے اُسی کی کہی ہوئی یا لکھی ہوئی بات کو سچ سمجھتا اور یقین کرتا ہے تو وہ میرے نزدیک مشرات فی صفۃ النبوۃ ہی اور عقل سے خارج اور راہ راست سے کوسون دور۔ کیا خوب فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے من جعل الحق وقفا علی واحد من النظار فھو الی الکفر والتناقص اقرب ۔ پس جبکہ عالمون اور کتابون کی نسبت میری یہ راے ہو اور جیسے آپ خوب جانتے ہون تو آپ میرے اُس تعجب اور تاسف کا اندازہ کر سکتے ہین جو آپ کی اس تحریر سے مجھے ہوا ہوگا ۔ خیر آپ کو اختیار ہی جو سبب چاہین آپ اُسکا قرار دین خواہ بچپن کے خیالات کو خواہ علما کے اقوال پر یقین کرنے کو مگر میرے نزدیک تو اسکا سبب صرف یہ ہی کہ آپکی تفسیر بعض مقام پر تفسیر الکلام بما لا یرضیٰ بہ قایلہ ہی۔

جناب من مجھے تو آپ نے اپنی تفسیر کے اعلیٰ مقامات کے نہ سمجھنے پر یہ الزام لگایا کہ بچپن کی سنی سنائی ہوئی باتین دل مین ایسی جم گئی ہین کہ اُنھون نے غور و فکر کی قوت کو بیکار کر دیا ہی۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ اس زمانہ کے فلاسفر اور سائینس (علم) کے جاننے والے جو تمام درجے نیچر (فطرۃ) کے طی کر کے نئی روشنی دنیا مین پھیلا رہے ہین اگر حضرت کی نسبت کہین کہ گو آپ نے تقلید چھوڑی کتابون کو ردی سمجھا عالمون اور مفسرون کی تضحیک کی اور اپنے نزدیک تحقیق کے بڑے بڑے درجہ پر قدم رکھا اور قرآن کو نیچر اور قوانین نیچر کے مطابق کرنے مین بڑی زحمت اُٹھائی مگر باوجود اس عالی دماغی

اور روشن ضمیری اور محققانہ خیالات اور حکیمانہ دماغ کے بچپن کی سُنی سُنائی باتون کے اثر سے آپ اپنے آپ کو بچا نہ سکے + اور اب تک خدا کے مقر رسول کے قایل اور اصول دین کے معتقد بنے رہے ۔قصور معاف آپ کو اسکے جواب دینے مین اتنی آسانی نہوگی جتنی کہ مجھے آپ کے ارشاد کے جواب مین ہی ۔ اسلیے کہ مین ایک حد پر پہونچکر عقل کو معزول اور فطرت سے اپنے آپ کو بیخبر کہکر اپنا پیچھا چھڑا لون گا اور علی بدین العجایز کا اقرار کرنے لگون گا ۔ مگر آپ کو بڑی مشکل پیش آوے گی کہ آپ ایک اصل کو بھی اصول دین سے اور ایک اعتقاد کو بھی منجملہ معتقدات مذہب کے ماڈرن سائینس (علوم جدیدہ) اور زمانہ حال کے فلسفہ کی رو سے لا آف نیچر کے مطابق ثابت نکر سکین گے ✱ یہ میرا کہنا درحقیقت معارضہ بالمثل نہین ہی اور نہ آپ کی جناب مین گستاخانہ خیال ۔ مین اپنی ارادت اور عقیدت اور آپ کی شان کو اس سے بہت ارفع و اعلیٰ سمجھتا ہون کہ کوئی بے ادبانہ اور گستاخانہ بات زبان پر لاؤن ۔ مگر عقیدت یا عظمت واقعات کو بدل نہین سکتی ۔ جو کچھ مین نے کہا ہی یہ ایک واقعہ ہی اور اس زمانہ کے فلاسفر اور حکیم اور نئی سائینس کے عالم مذہبی خیالات رکھنے والون کی نسبت یہی کہتے ہین

+ کچھ عجب نہین کہ اس مقام پر جو کچھ کہا ہی سچ ہو مگر مین نے اپنی دانست مین خدا اور رسول کو اور اسلام کی حقیقت کو بعد تحقیق اور بعد یقین مانا ہی با این ہمہ اگر اُسمین کوئی شایبہ بچپن کی سُنی ہوئی باتون اور تعلیم پائی ہوئی کے اثر کا ہو اُس سے مین انکار نہین کرسکتا ۱۲ سید احمد

✱ یہ کہنا صحیح نہین ہی کیونکہ مجھے دعویٰ ہی اور یقین ہی کہ مین عہدہ برآ ہوسکون گا ۔ والا فھو کاف لتسکین قلبی ولا حاجۃ لی ان اقول علی بدین العجایز ۱۲ سید احمد

چنانچہ ایک بہت بڑا یورپین عالم اپنی ایک مشہور کتاب مین جہان اُسنے خدا کی قدرت اور ارادہ اور علم اور تصرف فی العالم اور خالق خیر و شر ہونے سے انکار کیا ہی اور اُسے صرف ایک ایسی علۃ العلل قرار دیا ہی جسے کسی قسم کا اختیار یا تصرف عالم مین نہین ہی کہتا ہی کہ " یہ عقیدہ پُرانے خیالات سے زیادہ تر صاف اور عاقلانہ ہی مگر اسمین شک نہین کہ اُسکے ماننے کے لیے زیادہ قوت دل کی ضرورت ہی اور جن لوگون کو ہر معمولی واقعہ مین خدا کی خاص قدرت اور ارادہ اور پیش بینی اور ہر روزمرہ کی چیز مین اُسکی نگرانی اور علم کے آثار پانے کی عادت ہوگئی ہی اُنکو یہ عقیدہ سرد اور غیر تسکین بخش معلوم ہوگا لیکن امیدین اور خیالات واقعات کے مقابلہ مین بے طاقت ہین" ایک اور صاحب فرماتے ہین کہ " جسے لوگ خدا اور خالق کہتے ہین وہ خود انسان کا مخلوق ہی" یعنی اپنے دل سے اُسے پیدا کر لیا ہی اور اپنے صفات کا جامع قرار دیا ہی" یہ صاحب دنیا کے ناقص اور غیر مکمل اور بے ترتیب ہونے پر اُسکے بنانیوالے کو براہ تمسخر و طنز نوآموز قرار دیکر خدا کے ماننے والون کو احمق اور بیوقوف کہتے اور کتب آسمانی کے غلط اور جھوٹ ہونے پر اُنہین کی شہادت لاتے ہین - چنانچہ انجیل سی پاک کتاب کی نسبت آپ فرماتے ہین کہ " میری راے مین کسی دانشمند آدمی کو اسبات کے یقین دلانے کو کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہی صرف اسیقدر ضرورت ہی کہ وہ انجیل کو پڑھے" پھر آپ لوگون سے فرماتے ہین کہ " تم انجیل کو اسطور سے پڑھو جیسے کہ تم اور کسی کتاب کو پڑھتے ہو اور اُسکی نسبت ایسے خیالات کرو جیسے کہ اور کتابون کی نسبت کرتے ہو - اپنی

آنکھون سے تعظیم کی پٹی نکالڈالو اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو اور دماغ اوہام سے خالی کرو تب انجیل مقدس کو پڑہو تو تم کو تعجب ہوگا کہ تم نے ایک لحظہ کے لیے بھی کیونکر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا* یہ خیالات کچھ ایک دو مصنفون کے نہین ہین بلکہ اکثر سائینس کے جاننے والے مذہب کے ماننے والون اور خدا کے متصف بصفات وجوبیہ و سلبیہ سمجھنے والون پر نہایت تعجب اور تاسف کرتے ہین - پس جبتک کہ آدمی علم کی معراج کے اُس درجہ پر نہ پہونچ جاوے وہ ایسے لوگون کے نزدیک ضرور آبائی خیالات کا پابند سمجھا جاوے گا اور جبتک خدا اور رسولؐ اور معاد اور اصول دین کو مانتا ہے گو وہ کتنے ہی زینے علم و نیچر کے طی کر چکا ہو مجھ ہی سا ضعیف القلب اور کمزور ٹھہرے گا اگر فرق ہوگا تو کمی بیشی کا مجھے ایسے لوگ زیادہ بودے دل کا سمجھین گے اسلیے کہ مین خدا کو قاضی الحاجات سمجھتا ہون - دعا کو ایک سبب حصول مقصد کا اور اجابت دعا کے معنی مطلب کا حاصل ہونا جانتا ہون جبریل کو ایک فرشتہ وحی کا لانے والا اور نبوت کو ایک عہدہ خدا کا دیا ہوا خیال کرتا ہون آپ کو ان باتون کے انکار سے بہ نسبت میرے زیادہ قوی اور زیادہ ہمت والا سمجھین گے مگر پورا مرد اور بچپن کی سُنی سنائی باتون کی قید سے کامل آزاد نہ کہین گے - اسلیے کہ آپ بھی خدا کے معتقد رسولؐ کے قایل قرآن کے مقر ہین اور عذاب و ثواب حشر و نشر وغیرہ اصول دین

* آپ یقین کرین کہ جب ہم اُنکے مقابل کچھ لکھین گے تو اُنکے ان اقوال کا غلط ہونا نیچر کی رو سے اور عقلی دلایل سے ثابت کر دینگے - ۱۲ سید احمد -

کو مانتے ہین گو بعض کی حقیقت مین عامہ مسلمین سے کچھ اختلاف رکھتے ہون -
بہرحال جو دو سبب آپنے میری مخالفت کے اپنی تفسیر سے قرار دئیے ہین اُنمین سے
کسی ایک کو بھی مین نہین مانتا - (الحمد للہ ۱۲ سید احمد) اب رہا یہ امر کہ میرے
پاس خدا کی بھیجی ہوئی وحی آئی تھی جس سے مجھے ثابت ہوا کہ مرضی قایل یعنی خدا کی
وہ نہین ہی جو آپ سمجھے ہین - اُسکی نسبت بادب تمام عرض کرتا ہون کہ مجھپر تو وحی آنیکی
ضرورت جب ہوتی کہ مین کوئی ایسی بات بیان کرتا جو انسانون کی معمولی سمجھ سے خارج
ہوتی یا وہ معنی قرآن کے بیان کرتا جسے نہ صاحب الوحی سمجھے تھے نہ صحابہ نہ ایمہ نہ عامہ
مسلمین† ہان آپنے بعض مقامات پر قرآن کے وہ معنی بتائے ہین جو نہ لفظون سے
نکلتے ہین نہ محاورہ عرب کے مطابق ہین نہ سیاق کلام کے موافق بلکہ جو اسلام کا منشا
اور قرآن کا مقصود اور پیغمبر کی ہدایت کی اصلی غرض ہی اُن سب کے خلاف - پس ایسی
صریح اور صاف بات کے لیے مجھپر وحی آنے کی ضرورت نہ تھی اور خدا کی عام مرضی معلوم
ہونے کے بعد جو معنی اُسکے خلاف لیے گئے اُسپر لا یرضی بہ قایلہ کہنا بیجا نہ تھا
اب رہا اسکا ثبوت وہ مین آیندہ آپ کی تفسیر کے بعض اقوال نقل کرکے بخوبی دونگا*
مگر با این ہمہ آپ یہ خیال نفرماوین کہ مین اُس ضرورت سے بیخبر ہون جسنے آپ کو
تفسیر لکھنے پر مجبور کیا یا مذہب اور علم کی اُس لڑائی سے ناواقف ہون جو نہایت زور شور

---

† ابھی یہ دعویٰ ثابت نہین ہوا اور بغیر اسکے ثابت کرنے کے کیونکر اسکو دلیل گردانا ہی ۱۲ سید احمد

* جب دوگے اور جب ثابت کروگے تب دلیل مین لانا اسوقت اُسپر استدلال بے موقع ہی ۱۲ سید احمد

سے اس زمانہ مین ہو رہی ہی - یا مین علم کے حملہ کو خفیف سمجھتا ہون جو وہ نئے ڈھنگ
سے اور نوایجاد ہتیارون سے مذہب پر کر رہا ہی یا مین اپنے ہان کی موجودہ کتابون
کو اسوقت کی ضرورت کے لیے کافی سمجھتا ہون یا نئے خیالات اور نئے افکار کا
مخالف ہون - غالباً بہت کم آدمی ایسے ہونگے جو مجھسے بڑہکر اسبات کے خواہشمند
ہون کہ مذہب علم کے حملہ سے بچایا جاوے اور کم ایسے لوگ ہونگے جو آپ کی اس مردانہ
ہمت کی داد دیتے ہون - آپ اس لڑائی مین اسلام کا سفید عَلَم لیکر علم کے سامنے آئے
اور ایسے غالب اور قومی حریف سے مصالحت کی کوشش کی - مجھسے بڑہکر کوئی نہین جانتا
کہ تفسیر کے لکھنے سے آپکا مقصود کیا ہی - کچھ نہین سوائے اسکے کہ اسلام اپنی سلطنت پر
قایم رہے اور علم اُسکا دوست سمجھا جاوے اور آپ کی تفسیر مین اسبات کی بہت سی
نشانیان بھی پائی جاتی ہین اور وہ غور سے دیکھنے والے کو نہایت اعلیٰ مضامین اور
حکیمانہ خیالات اور محققانہ باتون سے بھری ہوئی نظر آتی ہی - لاریب فیہ انہ کنز
مدفون من جواھر الفوائد وبحر مشحون بنفائس الفرائد - مگر مین یہ نہین مانتا کہ
آپ ہر جگہ اس مقصود کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوئے بلکہ برخلاف اُسکے مین
یہ کہ سکتا ہون کہ آپ بعض جگہ تسامح کے درجہ سے گزر کر مغالطہ مین پڑ گئے - اور جس
حد پر پہنچکر آپ کو ٹھہرنا چاہیئے تھا اُس سے گزر گئے - آپنے اُن باتون کو جو اس زمانہ
کے علوم سائنس نے پیدا کی ہین بغیر کسی شک وشبہ کے صحیح اور یقینی مان لیا - اور جو
باتین قرآن مین بظاہر اُسکی مخالف معلوم ہوئین اُنمین ایسی تاویلین کرنی شروع کین کہ قرآن

کا مقصود ہی فوت ہو گیا اور اسپر ستم ظریفی آپ کی یہ ہی کہ آپ تاویل کو کفر قرار دیتے اور اپنی تفسیر کو قرآن کے الفاظ اور سیاق اور محاورہ اور مقصود محاورہ کے مطابق بتاتے ہین۔ لیکن اس سے بھی آپ کا اصل مقصود کوسون دور رہا۔ اسلیے کہ نیچر اور لا آف نیچر اگر وہی ہی جو اس زمانہ کے یورہین حکیم بتاتے ہین تو خدا کی خدائی اور رسولون کی رسالت اور عذاب و ثواب کا اقرار وہی آبائی تقلید اور بچپن کی سُنی سنائی باتون کا اثر سمجھا جاوے گا اور قرآن باوجود انکار معجزات اور خرق عادات اور دعا اور اجابت دعا اور فرشتون اور جنات کے نیچر اور لا آف نیچر کے مخالف ہی رہیگا۔ پس میرے نزدیک آپ دو مصیبتون مین سے ایک مین سے بھی نہ نکل سکے۔ کہین قرآن کے معنی سمجھنے مین غلطی کی اور کہین نیچر اور لا آف نیچر کے ثابت کرنے مین۔ بعض جگہ تو آپ قرآن کا وہ مطلب سمجھے جو نہ خدا سمجھا نہ جبریل نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ صحابہ نہ اہلبیت نہ عامہ مسلمان اور کہین نیچر کے دایرہ سے نکل گئے اور مذہبی آدمیون کی طرح پُرانے خیالات اور پُرانی دلیلون اور پُرانی باتون کا گیت گانے لگے۔ چنانچہ آپ کی تفسیر مین دونون باتون کا جلوہ نظر آتا ہی جہان آپنے دعا اور اجابت دعا کے مشہور معنون سے انکار کیا معجزات اور خرق عادات کو ناممکن سمجھکر حضرت عیسیٰ کے بے باپ پیدا ہونے اور اُنکی طفلی کے زمانہ کے واقعات اور احیاے اموات وغیرہ باتون کو اہل کتاب کی کہانیان بتلایا وہان آپنے دکھا دیا کہ آپ کی تفسیر قرآن کے الفاظ اور سیاق عبارت اور اُسکے عام منشا سے کچھ مناسبت اور مطابقت نہین رکھتی۔ اور جہان آپنے خدا کی خدائی اور پیغمبر کی پیغمبری اور

قرآن کے کلام الٰہی ہونے اور ثواب و عذاب وغیرہ کا اقرار کیا گو اُسکی حقیقت مین علماے
ظاہری کی رایون سے اختلاف کیا ہو وہان آپ نے ثابت کر دیا کہ نیچر اور لاآف نیچر کا کچھ
بھی اثر آپ پر نہین ہوا وہی سب پُرانے خیالات آپ کے دل مین سماے ہوئے ہین جن
پر نیچر کے جاننے والے اور لاآف نیچر کے ماننے والے ہنستے ہین۔ کیا آپ ثابت کر سکتے
ہین کہ یہ اعتقادات لاآف نیچر (قوانین فطرۃ) کے مطابق ہین (ہان ۱۲ سید احمد) یا ماڈرن
سائینس (علوم جدیدہ) سے اِسکی تصدیق ہو سکتی ہی (ہان ہو سکتی ہی ۱۲ سید احمد)
اور اعتقادات کا تو کیا ذکر ہی آپ صرف خدا کی خدائی فلسفہ جدید سے ثابت کر دیجیے
(بیشک ۱۲ سید احمد) اور اُسکے خالق اور قادر اور حکیم اور علیم ہونے کا ثبوت حکماء زمانۂ
حال کے اقوال سے پیش کیجیے (اسکی مجھے حاجت نہین ۱۲ سید احمد) میرے نزدیک
اکثر فلسفی تو ایسے باہمت اور بہادر اور دل کے قوی ہین کہ وہ خدا کے وجود کے اعتقاد
سے بڑھکر کسی بات کو بیہودہ نہین سمجھتے۔ اور نعوذ باللہ خدا کو خود انسان کے وہم و خیال
کا پیدا کیا ہوا کہتے ہین۔ ہان بعض اُسکے وجود کے قایل ہین یا یون کہیے کہ منکر نہین ہین
مگر وہ بھی کس خدا کے قایل ہین اُس خدا کے نہین جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
محمدؐ کا خدا ہی بلکہ اُس خدا کے جو ڈاروِن اور ہیکل کا خدا ہی جسکا نام اُنکی زبان مین فرسٹ کاز
اور عربی مین علۃ العلل ہی و این خدا بجوے نمی ارزد بکار ما نمی آید۔ اُنکے خدا نے نہ کسی
چیز کو اپنے ارادے اور مرضی سے پیدا کیا اور نہ کر سکتا ہی۔ نہ کسی چیز مین تصرف کیا نہ کر سکتا
ہی۔ نہ وہ کسی قسم کا اختیار رکھتا ہی نہ کسی چیز کو جانتا ہی۔ نہ کسی بات کو سنتا ہی نہ قاضی الحاجات

ہی نہ سمیع الدعوات نہ فاعل مختار ہی نہ قادر علی الاطلاق - ہان اس سے انکار نہین کہ وہ ایک ہستی ہو جس سے کوئی غیر معلوم مادہ بلا اُسکے اختیار اور بغیر اُسکی مرضی کے اور بغیر تقدم زمانہ کے ظاہر یا پیدا ہو گیا اور اس سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتھا و علم جرا مواد پیدا ہوتے ہوتے مادی کائنات کا ظہور ہوا اور ایک ناکامل حالت سے آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے لاکھون کروڑون برسون کے تغیرات اور تنازعات کے بعد یہ دنیا بنی اور جو کچھ اب ہم دیکھتے ہین اُسکا اس طور پر ظہور تدریجی عمل مین آیا - ولکن لیس فیھما مایدل علی الاختیار بل کلہ عن الاضطرار - پس اگر یہ مسئلہ نیچر کا مان لیا جاوے اور یہ لاز آف نیچر تسلیم کر لیے جاوین تو فرمایے کہ وہ خدا جو خالق اور صانع قادر اور مرید سمیع علیم مصور اور حکیم اور کیا کیا مانا جاتا ہی کہان باقی رہتا ہی اور جبتک کوئی ڈارون کا ہمخیال اور ہیکل کا ہمصفیر نہ بنجاوے کیونکر وہ دل کا مضبوط اور دانشمند کہا جا سکتا ہی + - ہا اُنکا ہمخیال اور ہمصفیر ہونا - اسکی کسی اور کو خواہش ہو تو ہو مگر مجھے تو نہ اُسکی خواہش ہی اور نہ طاقت (شاباش - شاباش ۱۲ سید احمد) میرا بودا دل اور ضعیف دماغ تو اپنے اولڈ (پرانے) خدا کے چھوڑنے اور ساری صفات سے اُسے خالی کر کے صرف فرسٹ کاز (علۃ العلل) ماننے سے بہت گھبراتا اور لرزتا ہی (شاباش شاباش ۱۲ سید احمد) مین تو اپنی نادانی اور بزدلی کو اپنے حق مین ایسے حکیمون کی دانائی اور جوانمردی سے بہت

+ ہم اُنکی ان سب باتون کی غلطی نیچر سے ثابت کرنے کو موجود ہین اور نیچر ہی سے اُس خدا کو ثابت کرتے ہین جو ابراہیم اور محمد کا خدا ہی ۱۲ سید احمد .

زیادہ مفید سمجھتا ہون۔ لان البلاھۃ ادنیٰ الی الخلاص من فطانۃ بتراء والعمی اقرب الی السلامۃ من بصیرۃ حولاء۔

اب مین اس خط کو تمام کرتا ہون اسلیے کہ جو دلچسپ مضمون آپنے چھیڑا ہی وہ ایک یا دو خط مین نہین آسکتا ضرور ہی کہ ایک سلسلہ ایسی تحریرات کا آپکی اور آپ کی بدولت اور تمام ناظرین کی خدمت مین پیش کیا جاوے۔ مین اگلے خط مین نیچر اور لاآف نیچر اور ورک آف گاڈ یعنی خدا کے کام اور ورڈ آف گاڈ یعنی خدا کے کلام سے جو آپکی تفسیر کے اصول مین سے ایک اصول ہی بحث کرونگا اور اسبات کو دکھا دونگا کہ اس زمانہ کی سائنس کی رو سے جنکو آپ ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کہتے ہین بلکہ خود گاڈ خیالی ڈہکوسلے اور اولڈ فیشن و الون کے سٹرل خیالات ہین کہان کا گاڈ اور کہان کا ورک آف گاڈ اور کیسا ورڈ آف گاڈ۔ علم کی روشنی نے ان تاریک خیالات سے دنیا کو پاک کرنا شروع کر دیا ہی اور جنکے دل نئے خیالات کی تیز شعاعون سے روشن ہو گئے ہین وہ ان لغویات کو کچھ نہین سمجھتے۔ اُنکے نزدیک ان پرانی باتون اور ان جہالت و وحشت کے یادگار خیالات کی جگہ اب باقی نہین رہی الا اُن دلون مین جو آبائی تقلید کے بندون مین پھنسے ہوئے اور بچپن کی سُنی سنائی باتون کے دام مین گرفتار ہین۔ ورنہ ماڈرن سائنس نے فتویٰ دیدیا ہی کہ خدا وجود معطل ہی۔ رزاقی اور الوہیت بیہودہ خیالات ہین۔ دعا اور عبادت وحشیون اور جاہلون کے ڈر اور خوف کا نتیجہ ہی نبوت دھوکہ کی ٹٹی ہی۔ وحی افسانہ ہی۔ الہام خواب ہی۔ روح فانی ہی۔ قیامت ڈھکوسلہ ہی۔ عذاب و ثواب انسانی اوہام ہین۔ دوزخ و جنت الفاظ بے معنی ہین۔

انسان صرف ایک ترقی یافتہ بندر ہی بالعد الموت نہ سزا ہی نہ جزا - وہ مرنے کے بعد سب جھگڑوں قصون سے پاک ہی - پس ای میرے بزرگ سید اور ای میرے پیارے مرشد یہ ہین خیالات اُن لوگون کے جو کہ حقیقت مین دل کے قوی اور عقل کے کامل اور حکمۃ کے موجد اور علوم کے دریا کے شناور ہین - الذین یستحبون الحیواۃ الدنیا علی الاخرۃ ویصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجا اولئک فی ضلال بعید†

محسن الملک

جواب از طرف سید احمد خان

مکرمی مہدی

آپ کا نہایت طولانی خط نہایت دلچسپ - فصیح و زبردست - دلکش مملو از قوت ایمانی و ممزوج از فطرت ربّانی پہونچا - خوبی تحریر و فصاحت بیان جیسا کہ آپ کا خاصہ تسلیم کیا گیا ہی آپ کی ہر تحریر مین پایا جاتا ہی خواہ وہ میرے نام کا خط ہو خواہ لکچر اشاعت اسلام پر خواہ اور کوئی لکچر - مگر معاف کیجیے اتنا ضرور کہون گا کہ ذراسی کسر تعمق نظر مین رہ گئی ہی - وعندی ھذا دابکم -

† لاکن یا حبیبی انت تنظر الامور بعین واحدۃ لا بعینین تارۃ تنظر الاسلام بعین وتارۃ اقوال الملحدین بعین ولا تنظر ما بجانب الآخر فلو نظرت کلیہما بعینین لکشفت لک حقیقۃ الاسلام ظاھرہ وباطنہ ونظہرت لک الاغلاط والصواب فی اقوال الملحدین الذین ذکرت اقوالہم باعظم الشان وافضل البرھان ولاخترت صراطا مستقیما اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین ۱۲ سید

بات یہ ہی کہ مین خود یہ چاہتا ہون کہ کوئی دوست اور صاحب سمجھ ایسا ہو جو میری تفسیر پر متوجہ ہو اور اُسکی غلطیون سے مجھے آگاہ کرے - اور شاید آپ کو یقین ہوگا کہ اگر وہ آگاہی آپ سے مجھکو حاصل ہو تو اُس سے زیادہ خوشی مجھے اور کوئی نہین ہو سکتی - مگر جسطرح پر آپنے یہ خط لکھا ہی یا آیندہ نسبت کسی مقام تفسیر کے کچھ لکھین وہ کچھ مفید نہین ہو سکتا - کیونکہ جو جواب آپ کا میرے خیال مین ہی وہ مجھکو اُسطرف لیجاوے گا کہ پوری غور نہین کی اور اصل بات نہین سمجھی -

فروع ہمیشہ متفرع ہوتے ہین کسی اصول پر اور اسلیے فروع پر بحث مفید نہین ہوتی جبتک کہ وہ اصل جسپر وہ فرع متفرع ہی صحیح یا غلط نہ قرار پاوے - اگر وہ اصل صحیح ٹھہرے تو ضرور ہی کہ فروع اُسکے تابع قرار دیے جاوین اور صحت اصل وہی دلیل قاطع اور برہان قطعی اُس امر کی صحت کی ہوگی جو بات کہ بلحاظ تابع ہونے اُس فرع کے اپنی اصل سے قرار دی گئی ہی -

مثلاً امام شافعی کے نزدیک حرمت مصاہرت بدون ازدواج شرعی کے نہین ہو سکتی اب اسپر یہ امر متفرع ہی کہ اگر کسی کے باپ کی کسی عورت سے آشنائی ہو اور کتنی ہی مدت رہی ہو بیٹا اُس سے نکاح کر سکتا ہی - یا خود کسی شخص نے کسی عورت سے آشنائی رکھی ہو پھر اُسکی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہی - اس فرع کی بہت عیوب اور خرابیان بیان ہو سکتی ہین لیکن جب تک وہ اصل غلط نہ ٹھہرے فرع کے نقصان و عیوب بیان کرنے سے کوئی نقصان لازم نہین آتا - بلکہ صحت اصل دلیل قاطع صحتِ فرع کی ہی وہ بحال خود باقی رہتی ہی

جب تک کہ وہ اصل باطل نہ ہو۔

مشکل یہ ہی کہ ہم مین اور تم مین یہ امر طی نہین ہوئے کہ اصول تفسیر کیا ہین یا کیا ہونے چاہئین جب وہ اصول قرار پا جاوین اُسوقت کسی خاص آیت پر بحث ہوسکتی ہی۔ اور بغیر اسکے یہ کہدینا کہ یہ تفسیر نہ محاورہ عرب کے مطابق ہی نہ سیاق کلام کے موافق۔ بلکہ جو اسلام کا منشا اور قرآن کا مقصود اور پیغمبر کی ہدایت کی اصل غرض ہی اُن سب کے برخلاف ہی۔ کچھ موثر نہین۔ اسطرح اُوٹ پٹانگ بات کہدینے سے کچھ فایدہ نہین ہوتا۔

مین چاہتا ہون کہ مجھسے اور آپسے مکاتبات ہون صرف متعلق تفسیر اور وہ بطور رسالہ کے جمع کئے جاوین اور اُسکا نام "مکاتبات الخلان فی اصول التفسیر و علوم القرآن" رکھا جاوے۔ شروع ان مکاتبات کی اسطرح پر ہو کہ مین آپ کی خدمت مین ہر ایک اصول تفسیر کو وقتاً فوقتاً بھیجون۔ اگر وہ اصول آپ کے نزدیک صحیح ہو تو آپ اُسپر لکھدین کہ یہ اصول صحیح ہی۔ پس وہ ہم مین اور آپ مین اصول مسلمہ ہوگا خواہ وہ اصول ہم دونون نے بلحاظ مذہب آبائی تسلیم کیا ہو خواہ از روے تحقیق کے۔

اور جس اصول کو آپ غلط تصور کرین اُسکی تردید کردین۔ بعد تحریرات تین امر اُسکی نسبت ہونگے۔ یا تو آپ اُسکو تسلیم کرلین گے تو وہ اصول مسلمہ فریقین ہو جاوے گا اور یا آپ کی تردید کو مین تسلیم کرلون گا تو اُسپر کوئی تفریع معانی قرآن مین نکی جاوے گی یا ہم دونون مین اختلاف باقی رہے گا اس صورت مین وہ اصول آپ کے مقابلہ مین حجت نہوگا۔

جب یہ سب اصول اسطرح پر طے ہو جاوین اُسوقت مین آپ کو اجازت دون گا کہ اب میری تفسیر کے جس مقام کو آپ غلط سمجھین اُسپر تحریر فرماوین۔ مگر جبتک اسطرح پر اوّل اصول نہ قرار پالین اعتراضات و تحریرات وجواب وسوال محض بے سود معلوم ہوتے ہین اور اوقات عزیز کا ضایع ہونا ہے۔ اگر اسطرح ایک رسالہ اصول تفسیر کی تحقیق مین ہماری اور آپ کی تحریرات کا جمع ہو جاوے تو کچھ شبہ نہین کہ نہایت ہی مفید اور بکار آمد ہوگا۔ پس اگر آپ اِس بات کو منظور کرین تو مین آپکی خدمت مین اُن اصولون کو وقتاً فوقتاً بھیجنا شروع کرون بعد اسکے نسبت تفسیر کے جو تحریر ہو وہ ہو۔

اخیر خط مین جو آپ نے لکھا ہے کہ نئے خیالات کی روشنی سے مین بتاؤن گا کہ نہ خدا ہے اور نہ ورک آف گاڈ اور نہ ورڈ آف گاڈ بلکہ انسان ایک بندر ترقی یافتہ ہے جو فنا ہو جاویگا یہ مباحث تفسیر کی بحث سے کچھ علاقہ نہین رکھتے جبکہ آپ تفسیر کی صحت وعدم صحت سے بحث کرتے ہین تو قرآن کا تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور اُسکو تسلیم کرکے اُسکی معنی کی صحت پر یا عدم صحت پر بحث رہجاتی ہے۔ اگر خدا پر بحث کیجاوے تو وہ جداگانہ بحث ہے پس آپ کا یہ خط اُس حد سے جسپر آپ نے پہلا خط لکھا ہے اور جسکا جواب مینے لکھا خارج ہے اور جب اسطرح خارج از بحث کلام ہوتا ہے تو اُسکی نسبت تحریرات فضول معلوم ہوتی ہین۔ والسلام

ازالہ آباد — خاکسار

۸ راکتوبر ۱۸۹۲ء — سید احمد

اِس خط کا جواب غالباً بسبب کثرت کام کے میرے پاس نہین آیا۔ میرا ارادہ تھا

کہ جب میری تفسیر پوری ہوجاوے گی اور اول سے آخر تک قرآن بنظر غایر تمام ہوجاویگا اُسوقت مین دیباچہ تفسیر کا لکھونگا اور اُسمین وہ تمام اصول بیان کرونگا جو تفسیر لکھنے مین مین نے اختیار کئے ہین مگر جو کہ اُس کو زمانہ دراز درکار تھا اس لیے مین نے خیال کیا کہ مقدم اصولون کو جو مین نے تفسیر کے لکھنے مین اختیار کئے ہین لکھدون اور باقی اصول اُسوقت پر منحصر رکھون جبکہ تفسیر تمام ہوجاوے اور خدا کی مرضی اُنکے لکھنے پر ہو - پس یہ چند مقدم اصول ہین جن پر میری تفسیر مبنی ہی اور جو ایک رسالہ کی صورت مین لکھے گئے ہین اور اسلیے مین نے اسکا نام بھی **تحریر فی اصول التفسیر** رکھا ہی - اب مین اُن اصولون کو شروع کرتا ہون - و بہ نستعین وھو نعم المولی و نعم النصیر -

الاصل الاول

یہ بات مسلم ہی کہ ایک خدا خالق کائنات موجود ہی - وھو احد صمد لم یلد ولم یولد - واجب الوجود حی لایموت - ازلی و ابدی - وھو علۃ العلل لجمیع المخلوقات علو ما کانت و علی ما تکون -

الاصل الثانی

یہ بھی مسلم ہی کہ اُسنے انسانونکی ہدایت کے لیے انبیا مبعوث کیے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق و خاتم المرسلین ہین -

الاصل الثالث

یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ نزل علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم او یوحی الیہ وانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

الاصل الرابع

یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن مجید بلفظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا ہے۔ خواہ یہ تسلیم کیا جاوے کہ جبریل فرشتہ نے آنحضرت تک پہونچایا ہے جیسا کہ مذہب عام علماء اسلام کا ہے۔ یا ملکہ نبوت نے جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القا کیا ہے جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے کما قلتُ۔

ز جبریل امین قرآن بہ پیغامے نمیخواہم	ہمہ گفتار معشوق ست قرآنے کہ من دارم

اور ان دونوں صورتوں کا نتیجہ متحد ہے اور اسلیے اسپر کوئی بحث ضرور نہیں ہے۔

مگر میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ صرف مضمون القا کیا گیا تھا اور الفاظ قرآن آنحضرت صلعم کے ہیں جنسے آنحضرت نے اپنی زبان میں جو عربی تھی اُس مضمون کو بیان کیا ہے۔

والعجب ثم العجب علی ما قال الامام حجۃ الاسلام بل حجۃ اللہ فی الانام الشاہ ولی اللہ الدھلوی فی کتابہ التفہیمات الالھیہ حیث قال۔ فمن ذلک (ای من التدلیات) القرآن العظیم وذلک ان الفاظ القرآن انما ھی من اللغۃ العربیۃ التی یعرفہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویتخیلہا والمعانی فایضۃ من الغیب تعلیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم

تدلیا الی الخلق فهم صارکلاماً الهیا انما صار کذا لارادۃ الخیر بالناس امدت فی خیالہ علیہ السلام فھی اللتی جمعت الالفاظ و نظمها ثم امد فی ھذا النظم فالبس لباسا محاکیا للجبروت فصار بذلک تدلیا الهیا و سمی کلام اللہ (تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۸۸) اللھم الا ان یقال ھذا بیان تدلیات وھو رحمۃ اللہ علیہ اذ رج القرآن من حیث القاء المعانی تحت التدلیات۔

• مگر یہ قول شاہ صاحب کا عقل اور نفس الامر دونون کے مخالف ہی خود قرآن مجید مین ہی کہ وانہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ روح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین (سورۃ شعرا ایت ۱۹۲-۱۹۴) دوسری جگہ فرمایا ہی۔ انا انزلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون (سورۃ یوسف ایت ۲) اس سے ظاہر ہی کہ نزول قرآن قلب آنحضرت پر عربی زبان مین ہوا تھا نہ یہ کہ صرف معنی القا ہوئے تھے اور الفاظ جنسے وہ معنی تعبیر کئے گئے ہین آنحضرت کے تھے۔

نفس الامر کے اسلیے برخلاف ہی کہ خود تم اپنے نفس پر غور کرو کہ کوئی مضمون دل مین مجرد عن الالفاظ آہی نہین سکتا اور نہ القا ہو سکتا ہی۔ تخیل یا تصور کسی مضمون کا مستلزم اُن الفاظ کے تخیل یا تصور کا ہی جنکا وہ مضمون مدلول ہی۔ مضمون کا الفاظ سے مجرد ہونا محالات عقلی سے ہی اور اسلیے قرآن مجید بلفظہ آنحضرت کے قلب پر القا ہوا تھا اور وہی الفاظ اور اُسی نظم سے جسطرح القا ہوئے تھے آنحضرت نے لوگون کو پڑھ سنایا۔

الاصل الخامس

قرآن مجید بالکل سچ ہی کوئی بات اُسمین غلط یا خلاف واقع مندرج نہین ہی خود قرآن مین ہی
وانه لکتاب عزیز لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید
(سورہ فصلت السجدہ آیت ۴۱) اور حکایتاً کسی قول کا نقل کرنا صرف بغرض
بیان یا بغرض تردید یا لوگون کے اعتقادات کو جو منافی مقصد قرآن کے نہین ہین
بلا بحث اُنکی اصلیت اور واقفیت کے تسلیم کرکے اُن پر استدلال کرنا یا بطور حجت
الزامی کے پیش کرنا یا امور ظاہر الوقوع کو اُنکی ظاہری حالت پر بلا اُنکی اصلیت پر
بحث کے بیان کرنا یا کلام غیر مقصود بالذات کا اثناے کلام مین آنا قرآن مجید کی صداقت
کی منافی نہین ہی -

الاصل السادس

صفات ثبوتی اور سلبی ذات باری کے جسقدر قرآن مجید مین بیان ہوئے ہین سب
سچ اور درست ہین مگر اُن صفات کی ماہیت کا من حیث ھی ھی جاننا مافوق عقل انسانی
ہی اسلیے وہ صفات جس کیفیت یا جس حیثیت سے ہمارے ذہن مین ہین اور جنکو ہمنے ممکنات
سے اخذ کیا ہی بعینہ و بحیثیتہ ذات باری پر جو واجب الوجود ہی منسوب نہین کر سکتے اور صرف
یہ کہتے ہین کہ اُن صفات کے جو معنی مصدری ہین وہ ذات باری مین موجود ہین -
یعنی علم - ایجاد - قدرت - حیات - الی غیر ذلك اور نیز اُن صفات کا ذات واجب الوجود
یا علة العلل مین ہونا ضروری سمجھتے ہین -

الاصل السابع

صفات باری عین ذات ہین اور وہ مثل ذات کے ازلی وابدی ہین اور مقتضاے ذات ظہور صفات ہی - بایّ وجہ کان وبایّ شان یکون - علماے متکلمین کا یہ مذہب ہی کہ صفات باری نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات - مگر فلاسفہ الہیین عین ذات سمجھتے ہین اور اسلیے اُنکا ظہور مقتضاے ذات قرار دیتے ہین مگر یہ سب نزاع لفظی ہی اور نتیجہ واحد ہی ہان اسمین شبہ نہین کہ متکلمین نے جو امر اختیار کیا ہی اُسکے لیے حجت ساطع اور برہان قاطع نہین ہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات الہیہ مین فرماتے ہین کہ " ان نزاع الفلاسفہ والمتکلمین فی ان اللہ تعالےٰ خالق بالاختیار او بالایجاب لیس فی معارضۃ المعنی فی شیٔ - لما کان الارادۃ عند الفلاسفہ عین الذات کان الابداع ایجابا -

الاصل الثامن

تمام صفات باری کی نامحدود اور مطلق عن القیود ہین یفعل مایشاء ویحکم ما یرید - پس وہ اُن وعدون کے کرنے کا مختار تھا جنکو اُسنے کیا ہی اور اُس قانون فطرت کے قایم کرنے کا بھی مختار تھا جسپر اُسنے کسی کائنات کو بنایا ہی یا اس موجودہ کائنات کو بنایا ہی یا آیندہ اور کسی صورت مین بنا دے مگر اس وعدہ اور قانون فطرت مین جبتک

کہ وہ قانون فطرت قایم ہی تخلف محال ہی اور اگر ہو تو ذات باری کی صفات کاملہ مین نقصان لازم آتا ہی۔ اور اُن وعدون کا کرنا اور قانون فطرت پر کائنات قایم کرنا اُسکی قدرت کاملہ کا ثبوت ہی۔ اور اُنکے ایفا سے جسکا خود اُسنے اپنے اختیار سے وعدہ کیا ہی اُسکی قدرت کے مطلق عن القیود اور نامحدود ہونے کی معارض نہین ہو سکتا۔

قال اللہ تعالےٰ۔ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ واجر عظیم۔ والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحاب الجحیم۔ (ایت ۱۲ و ۱۳ سورہ المایدہ ۵)

وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جھنم خالدین فیھا۔ (ایت ۶۹ سورہ التوبہ ۹)

وعد اللہ المومنین والمومنات جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا (ایت ۷۳ سورہ التوبہ ۹)

جنات عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب انہ کان وعدہ ماتیا (ایت ۶۱ سورہ مریم ۱۹)

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات قل اتخذتم عند اللہ عھدا فلن یخلف اللہ عھدہ ام تقولون علے اللہ ما لا تعلمون۔ (ایت ۷۴ البقر ۲)

ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم (ایت ۴۴ الاعراف ۷)

ولولا کلمة سبقت من ربك لقضی بینهم (ایت ۴۵ فصلت ۴۱ حم السجدہ)

ان اللہ لا یخلف المیعاد (ایت ۷ ال عمران ۳)

کان وعدہ مفعولا (ایت ۱۸ مزمل ۷۳)

فاصبر ان وعد اللہ حق (۵۷ و ۷۷ - سورہ المومن ۴۰)

ان آیتون سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا تعالی نے وعدہ کیا ہی اور تخلف وعدہ نہین ہونے کا اور باوجود ان وعدون اور انکی عدم تخلف کے جابجا اپنے تئین قادر مطلق اور فعال لمایرید بیان کیا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ وعدہ اور عدم تخلف وعدہ اُسکے قادر مطلق ہونے اور اُسکی صفات کے مطلق عن القیود ہونے کی منافی نہین ہی۔

یہی حال قانون فطرت کا ہی جسپر یہ کائنات بنائی گئی ہی پہلا قولی وعدہ ہی اور قانون فطرت [illegible] وعدہ اُس قانون فطرت مین سے بہت کچھ خدا نے ہمکو بتایا ہی اور بہت کچھ انسان نے دریافت کیا ہی گو کہ انسان کو ابھی بہت کچھ دریافت نہوا ہو۔ اور کیا عجب ہی کہ بہت کچھ دریافت نہو۔ مگر جسقدر دریافت ہوا ہی وہ بلاشبہ خدا کا عملی وعدہ ہی جس سے تخلف قولی وعدہ کی تخلف کے مساوی ہی جو کبھی نہین ہوسکتا۔

خدا نے فرمایا ہی۔ انا کل شی خلقناہ بقدر (ایت ۴۹ قمر ۵۴) پس جس اندازہ پر خدا نے چیزون کو پیدا کیا ہی اُس سے تخلف نہین ہوسکتا۔

پھر خدا فرماتا ہی ولکل امة اجل فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون (ایت ۳۲ اعراف ۷) پس ممکن نہین ہی کہ جو وقت جس چیز کے لیے مقرر

ہی وہ کسیطرح ٹل سکے۔

پھر خدا فرماتا ہی۔ فاقم وجهك للدين حنيفا فطرت الله التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون (آیت ۲۹-الروم ۳۰) پس جس فطرت پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہی اُسکی تبدیل نہین ہوسکتی۔

دوسری جگہ فرماتا ہی۔ لا تبديل لكلمات الله (ایت ۶۵-یونس ۱۰) ہمارے نزدیک کلمات اللہ اور خلق اللہ دو مرادف الفاظ ہین جنکا مطلب یہ ہی کہ فطرت مین تبدیل نہین ہوسکتی۔

پھر فرمایا ہی۔ ولن تجد لسنته الله تبديلا (ایت ۶۲ احزاب ۳۳) پس جو طریق کہ خدا نے مقرر کیا ہی اُسمین تبدل نہین ہوسکتا۔

یہ تو عام ہدایتین نسبت قانون فطرت کے تھین مگر خدا نے ہمکو خاص اس قانون فطرت بھی بتائے ہین اور فرمایا ہی کہ لقد خلقنا الانسان من سلالة من طين۔ ثم جعلناه نطفة فی قرار مكين۔ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم انشاناه خلقا اخر۔ فتبارك الله احسن الخالقين (ایت ۱۲-۱۴-المومنين ۲۳)

دوسری جگہ فرماتا ہی کہ۔ فانا خلقناكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغير مخلقة لنبين لكم ونقر فی الارحام ما نشاء الى اجل مسمى ثم نخرجكم طفلا ثم لتبلغوا اشدكم ومنكم من يتوفى ومنكم من يرد الى ارذل العمر لكيلا يعلم من بعد

علم شیا (آیت ۵۔ الحج ۲۲)

ایک جگہ فرماتا ہی۔ ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون۔ (آیت ۲۰۔ الروم ۳۰)

علاوہ اِنکے اور بہت سی آیتین اسی مضمون کی ہین جنمین ہمکو قانون فطرت یہ بتایا ہی کہ جوڑے سے یعنی زن و مرد سے اور نطفہ کے ایک مدت معین تک مقرر جگہ مین رہنے سے انسان پیدا ہوتا ہی۔ پس اِس قانون فطرت کے برخلاف اسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح کہ قول وعدہ کے برخلاف نہین ہوسکتا۔

ایک جگہ فرمایا ہی۔ وآیۃ لہم اللیل نسلخ منہ النہار فاذا ہم مظلمون و الشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم۔ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار و کل فی فلک یسبحون (آیت ۳۷۔ ۴۰ سورہ یٰس ۳۶)

پس یہ نہین ہوسکتا کہ سورج خلاف قانون فطرت جسطرح کہ وہ چلتا ہوا دکھائی دیتا ہی کسی کے لیے چلنے سے ٹھہر جاوے اور چاند اپنی منزلین طی کرتا ہوا جسطرح ہلال ہوا تھا پھر ہلال نہو۔ نہ یہ ہوسکتا ہی کہ سورج اور چاند ٹکرا جاوین۔ نہ یہ ہوسکتا ہی کہ رات دن گڈمڈ ہوجاوین۔ اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا ہی کہ سورج کا چلنا زمین کی حرکت سے دکھائی دیتا ہی تو اسی آیت سے لازم آتا ہی کہ یہ بھی نہین ہوسکتا کہ زمین حرکت کرنے سے کسیوقت کسیکے واسطے ٹھہر جاوے ایسا ہونا خلاف قانون فطرت کے ہی اور وہ ویسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قول وعدہ کے

برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

پھر خدا نے ابراہیم کی زبان سے یہ قانون قدرت تبلایا کہ فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب فبهت الذی کفر (ایت ۲۶۰ البقرہ ۲) پس یہ بات غیر ممکن ہی کہ جبتک یہ قانون فطرت قایم ہی سورج مشرق سے طلوع نکرے اور اُسی کے ساتھ یہ بھی ناممکن ہی کہ زمین مغرب سے مشرق کیطرف اپنے محور پر گردش نکرے اِسکے برخلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

ایک جگہ براہیم کے قصہ مین فرمایا ہی۔ فما کان جواب قومه الا ان قالوا اقتلوه او حرقوه فانجاه اللہ من النار (ایت ۲۳ عنکبوت ۲۹) فانجاه اللہ من النار سے ثابت ہوتا ہی کہ احراق خاصہ نار کا ہی

ایک اور جگہ تمثیل مین فرمایا ہی۔ فاصابها اعصار فیه نار فاحترقت (ایت ۲۶۸ البقرہ ۲) پس اِن دونون آیتون سے خدا نے ہمکو قانون فطرت یہ بتایا کہ اگ جلا دینے والی ہی۔ پس جبتک یہ قانون فطرت قایم ہی اِسکے برخلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

ایک جگہ موسی کے قصہ مین فرمایا ہی کہ۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون (ایت ۴۷ البقرہ ۲)

ایک جگہ فرمایا ہی۔ فاغرقناهم فی الیم بانهم کذبوا بایاتنا وکانوا عنها غافلین (ایت ۱۳۲ اعراف ۷)

ایک جگہ فرمایا ہی۔ وقوم نوح لما کذبوا الرسل اغرقناھم وجعلناھم للناس ایۃ (آیت ۳۹ فرقان ۲۵)

ان آیتون مین اور انکی مثل بہت سی آیتون مین خدا نے یہ قانون فطرت بتایا کہ پانی مین بوجھل چیز ڈوب جاتی ہی پس جبتک یہ قانون قدرت قایم ہی پانی سے یہ فطرت معدوم نہین ہوسکتی اُسکا معدوم ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

ایک جگہ خدا فرماتا ہی۔ ھو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ وانزلنا من السماء ماء طھورا لنحیی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا (ایت ۵۰ فرقان ۲۵) پس یہ نہین ہوسکتا کہ بغیر بادل کے پانی برسے اور فواید مینہ کے جو خدا نے بیان کیے ہین وہ اُس سے حاصل نہون۔ اُنکے خلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کا برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

یہ چند آیتین ہمنے بطور مثال کے لکھی ہین انکے سوا اور بہت کچھ قرآن مجید مین آیا ہی اور خدا نے ہمکو قانون فطرت بتایا ہی۔

علاوہ اسکے انسان نے اُن چیزون کے تجربہ سے جو خدا نے پیدا کی ہین اُسکی مخلوقات کے قانون فطرت کو معلوم کیا ہی اور بے شبہ وہ دعوی نہین کرسکتا کہ اُسنے مخلوقات کے تمام قوانین فطرت کو دریافت کرلیا ہی اُنمین سے بہت سے ایسے محققہ ہین جو درجہ یقین کو پہنچ گئے ہین اور کچھ ایسے ہین جو ابھی درجہ یقین کو نہین پہونچے۔ اور معلوم نہین کہ ابھی

تک کسقدر نا معلوم ہین -

جو کچھ کہ ہمنے قرآن مجید کی آیتون سے قانون فطرت بتایا ہی اُسپر کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ قانون فطرت عام نہین ہی بلکہ اُسمین مستثنیات بھی ہین لیکن اُسکے ذمہ اُن مستثنیات کا قرآن مجید سے ثابت کرنا لازم ہوگا - مگر ہمارا یہ دعوی ہی کہ قرآن مجید سے اُس قانون فطرت مین مستثنی ہونا ثابت نہین ہوتا جسکو ہم آیندہ بیان کرینگے -

جو قانون قدرت کہ انسان نے تجربہ سے قائم کیا ہی اُسکی نسبت کہا جاسکتا ہی کہ جبکہ تمام قانون فطرت ابھی تک نا معلوم ہین تو ممکن ہی کہ کوئی قانون فطرت ایسا ہو جس سے مستثنیات ثابت ہوتے ہون - مگر یہ کہنا کافی نہین ہی اسلیے کہ امکان عقلی تو کوئی شی وجودی نہین ہی صرف ایک خیال غیر محقق الوقوع ہی - وان الظن لا یغنی من الحق شیا - علاوہ اِسکے امکان کا اطلاق اُس چیز پر ہوتا ہی جو کبھی ہو اور کبھی نہو - لیکن جس چیز کا کبھی وقوع ثابت نہوا ہو تو اُسپر امکان کا اطلاق غلط اور محض سفسطہ ہی - غرضکہ جو شخص قانون فطرت مین مستثنیات کا مدعی ہو اُسکو اُن مستثنیات کے کبھی واقع ہونے کو ثابت کرنا بھی لازم ہی -

الاصل التاسع

قرآن مجید مین کوئی امر ایسا نہین ہی جو قانون فطرت کے برخلاف ہو واما المعجزات فقد ثبت من القران انہ علیہ الصلواۃ والسلام ما ادعی باحد من المعجزات وقال

علیه السلام انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اله واحد وقال علیه السلام
فی موضع اخر انما انا بشیر ونذیر۔ ولهذا قال المحقق الاجل الشاہ ولی اللہ فی التفہیمات
الالھیه ولم یذکر الله سبحانه شیأ من المعجزات فی کتابه ولم یشر الیها قط۔
مگر شاہ صاحب کے اس قول سے یہ بات سمجھنی مشکل ہی کہ اُنکی مراد اس نفی سے
کیا ہی آیا اُنکا یہ مطلب ہی کہ قرآن مجید مین کسی نبی کے کسی معجزہ کا ذکر نہین ہی یا
صرف آنحضرت صلعم کے کسی معجزہ کا ذکر نہین ہی۔ مگر ہم تنزلاً قبول کرتے ہین
کہ اُنکا مطلب صرف آنحضرت صلعم کے کسی معجزہ کا ذکر ہونے سے ہی۔ مگر ہمکو
دیکھنا چاہیئے کہ اُنکا قول نسبت معجزات کے کیا ہی وہ لکھتے ہین کہ۔ فالله سبحانه
احدی مجرد من الصفات فی مرتبه واحدة ولحاظ واحد ومقرون بالصفات
فی مرتبه اخری ولحاظ اخر وعلی ھذا القیاس ان مواطن نفس الامر متفاوته
منها مواطن الاسباب وفیه العلة والمعلول فقط والسبب والمسبب فحسب و
من المحقق عندنا انه لم یترک الاسباب قط ولن یترکه ولن تجد لسنة الله
تبدیلا وانما المعجزات والکرامات امور اسبابیة غلب علیها السبوغ فباینت
سایر الاسبابیات (تفہیمات الھیه صفحه ۵۳)
پس شاہ صاحب معجزات کو مسبب با سباب سمجھتے ہین اور اس قول پر معجزات
کا وقوع قانون فطرت کے مطابق ہوتا ہی اور ہمکو اسمین کچھ بحث نہین ہی۔ بحث آ مین ہی
جبکہ معجزات کو مافوق الفطرت قرار دیا جاوے جسکو انگریزی مین سُپر نیچرل کہتے ہین

اور اُس سے انکار کرتے ہین اور انکا وقوع ایسا ہی ناممکن قرار دیتے ہین جیسے کہ قولی وعدہ کا ایفا نہ ہونا۔ اور علانیہ کہتے ہین کہ کسی ایسے امر کے واقع ہونے کا ثبوت نہین ہی جو مافوق الفطرت ہوا ور جسکو تم معجزہ قرار دیتے ہو اور اگر بفرض محال خدا کی قدرت کے حوالہ پر اُسکو تسلیم بھی کرین تو وہ ایک بیفائدہ امر ہوگا جو نہ مثبت کسی امر کا ہے اور نہ مسکت للخصم۔

بیشک ہمارے بعض اخوان کو اسپر غصہ آوے گا اور قرآن مجید مین سے بعض امور کو معجزہ قرار دیکر اور اُنکو مافوق الفطرت سمجھکر پیش کرینگے اور کہین گے کہ قرآن مجید مین معجزات مافوق الفطرت موجود ہین۔

ہم اُنکے اس قول کو نہایت ٹھنڈے دل سے سُنین گے اور عرض کرینگے کہ جو آیت قرآن مجید کی آپ پیش کرتے ہین اور اُس سے معجزات مافوق الفطرت پر استدلال فرماتے ہین آیا اُسکے کوئی دوسرے معنی بھی ایسے ہین جو موافق زبان وکلام عرب کے اور موافق محاورات اور استعمالات اور استعارات قرآن مجید کے ہو سکتے ہین اگر نہو سکتے ہون تو ہم قبول کرینگے کہ ہمارا یہ اصول غلط ہی اور اگر ہو سکتے ہون تو ہم نہایت ادب سے عرض کرینگے کہ آپ اس بات کو ثابت نہین کر سکے کہ قرآن مجید مین معجزات مافوق الفطرت موجود ہین۔ اگر وہ اپنے دعوی کے ثبوت مین مفسرین کے اقوال پیش کرین یا یہ کہین کہ تیرہ سو برس سے کسی نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین یا علماء مجتہدین و مفسرین نے یہ معنی نہین کہے بلکہ خدا بھی یہ معنی نہین سمجھا جو تم کہتے ہو تو ہم ادب سے عرض

کرینگے کہ اس دلیل سے ہمکو معاف رکھیے اور صرف یہ بتائیے کہ قرآن مجید کے الفاظ سے اور اُن محاورات اور استعارات سے جو قرآن مجید مین آئے ہین وہ معنی جو ہم نے بیان کیے صحیح ہوتے ہین یا نہین - غرضکہ جبتک وہ ہمکو یہ ثابت نکرین کہ اُس آیت کے جو اُنہون نے پیش کی ہی اور کوئی معنی بجز اُسکے جو وہ بیان کرتے ہین ہو ہی نہین سکتے اور وہ آیت مافوق الفطرت ہونے پر نص صریح ہی اُسوقت تک ہم اُس کا مافوق الفطرت ہونا تسلیم نہین کرینگے - لیکن کسی آیت کے کوئی معنی بیان کرنا اور اُسکی صحت کے لیے خدا کے قادر مطلق ہونے پر حوالہ کرنا صحیح نہوگا کیونکہ ہمارے نزدیک خدا بموجب اپنے وعدہ کے سب کام اُس قانون قدرت کے مطابق کرتا ہی جو اُسنے بنایا ہی -

واما ماهية نفس الانسان والقوى المودعة فيها وما يكون لها بعد الموت من حشر الاجساد وغيرها وكيف يكون يوم الآخرة وما حقيقة الجنة والجحيم وما كيفية نعيمها وعقابها فكلها خارجة عن فهم الانسان لانها ما لا عين رايت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ولهذا سبحانه جل شانه بينها بامثال يليق بفهم الانسان وبين نعيمها على افضل ما يرغب به الانسان وعقابها على اكبر ما يدهش به فكلها ليست بخارجة عن قانون الفطرة بل كلها امثال و استعارات لاحوالها ونعيمها وعقابها الكي يتخيل بها الانسان نوع تخيل ما فيه وما بعد الموت وما نعيمها وما عقابها وهذا سياق الكلام المجيد في ضرب الامثال

فی امور شتی لتفہیم الانسان وتوضیح البیان بقدر الامکان ولا یخفی ھذا علی من قراء القرآن بالامعان فتدبر۔

ھذا اقولی فی الفطرۃ التی قدرھا اللہ سبحانہ تعالےٰ لکنا لاتحد صفات الباری بحد بل نقول ان یشاء یذھب السموات والارض وما بینھما لاجل اجل لھا ویات باخرین علےٰ ای فطرت یشاء کما قال اللہ تعالیٰ وللہ ما فی السموات وما فی الارض و کفی باللہ وکیلا ان یشاء یذھبکم ایھا الناس ویات باخرین وکان اللہ علیٰ ذلک قدیرا (آیت ۱۳۲۔ نساء ۴)

الاصل العاشر

قرآن مجید جسقدر نازل ہوا ہی تمامہ موجود ہی نہ اسمین سے ایک حرف کم ہوا ہی نہ زیادہ ہوا ہی۔ وتواترت علیہ جیل بعد جیل فی قرن بعد قرن الی زماننا ھذا وقال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (آیت ۹۔ الحجر ۱۵)

الاصل الحادی عشر

ہر ایک سورہ کی آیات کی ترتیب میرے نزدیک منصوص ہی اذ انزلت الآیات اشار رسول اللہ صلعم انھا من سورۃ کذا بعد آیتہ کذا وحفظھا الحفاظ فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ھذا الترتیب ولم یزل الصحابۃ والتابعون و من بعدھم یقرؤن القران علی ھذا فثبت ترتیب الآیات علی ھذا المنوال من

التواتر جیلا بعد جیل وقرنا بعد قرن الی نہاتنا ھذا - اور یہی قول شاہ ولی اللہ صاحب کا ہی
جہان فوز الکبیر مین انہون سنے فرمایا ہی کہ "درزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سورتی
علیحدہ محفوظ ومضبوط بود -

الاصل الثانی عشر

قرآن مجید مین ناسخ ومنسوخ نہین ہی یعنی اُسکی کوئی کسی دوسری آیت سے منسوخ نہین
ہوئی - ولیس فی القرآن نوع من الاشارۃ علی ھذا واما آیتہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات
بخیر منہا او مثلہا متعلقۃ بشرایع ما قبل الاسلام لا بایات القرآن ولا شک
ان اہل الکتاب من الیہود والنصاری والمشرکین لا یودون من احکام الاسلام
ما خالف شرایعہم فذکرہ سبحانہ تعالی اولا وقال ما یود الذین کفروا من اہل الکتاب
ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ
ذو الفضل العظیم - ثم قال ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم
تعلم ان اللہ علی کل شی قدیر - (آیت ۹۹-۱۰۰ البقر ۲) فظاہر ان النسخ المذکور
فی الایۃ المذکورۃ متعلق بشرایع ما قبل الاسلام لا بایات القرآن ولا دلیل علی ان
المراد بلفظ الایۃ فی قولہ واذا بدلنا آیتا مکان آیۃ (آیت ۱۰۳ النحل ۶) آیات
القرآن ولا دلیل علی ان قولہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب (آیت
۳۹ - الرعد ۱۳) متعلق بنسخ آیات القرآن - فتدبر -

الاصل الثالث عشر

قرآن مجید دفعۃً واحدۃً نازل نہین ہوا ہی بلکہ نجماً نجماً نازل ہوا ہی- قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقنہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلنہ تنزیلا (آیت ۱۰۷- بنی اسرائیل ۱۷) وقتاً فوقتاً واقعات کے پیش آنے سے روح القدس یعنی ملکہ نبوت کو انبعاث ہوا اور اُسکے سبب سے وحی نازل ہوئی پس وہ مختلف اوقات کے کلام کا مجموعہ ہی جو خدا نے وقتاً فوقتاً بمقتضاے اُسوقت کے نازل کیا ہی- اور بطور ایک تصنیف کی ہوئی کتاب کے نہین ہی جسمین اول مصنف ابواب وفصول کو تقسیم کرکے اُسکے مضامین کو ترتیب خاص سے مرتب کرتا ہی- شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر مین لکھتے ہین کہ "قرآن را بروش متون مبوب ومفصل ساختہ نشدہ است تا ہر مطلبے ازان در بابے یا فصلے مذکور شود بلکہ قرآن را مانند مجموعہ مکتوبات فرض کن چنانکہ بادشاہان برعایا سے خود بحسب اقتضاے حال مثال مینویسند وبعد زمانے مثال دیگر وعلی ہذا القیاس تا آنکہ امثلہ بسیار جمع شود شخصے آن امثلہ را تدوین کند ومجموعہ مرتب سازد ہمچنین ملک علی الاطلاق برپیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم براے ہدایت بندگان بحسب اقتضاے حال سورۃً بعد سورۃٍ نازل فرمود ودر زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سورتی علیحدہ محفوظ ومضبوط بود اما سورتہا تدوین نفرمودند ودر زمان حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہمہ سورتہا در یک مجلد بترتیب خاص جمع نمودند واین مجموع بمصحف مسمی شد (فوز الکبیر صفحہ ۷۳)

قرآن مجید کا نجماً نجماً نازل ہونا اور وقتاً فوقتاً واقعات کے پیش آنے پر ملکہ نبوت کا
انبعاث ہونا اور وحی کا نازل ہونا ایک طبعی امر ہی۔ انسان کے دماغ مین متعدد قسم کے
علوم و فنون کا ملکہ موجود ہوتا ہی مگر بغیر محرک کے وہ ملکہ تحریک مین نہین آتا۔ پس قرآن مجید
کا اس منوال پر ہونا اسبات کی دلیل ہی کہ ایک تصنیف کی ہوئی کتاب نہین ہی
جسکے مضامین کو مصنف پہلے سے سوچ کر اور اپنی مرضی کے موافق کتاب مرتب کرتا ہی۔
قرآن مجید کے اوقات مختلفہ کے کلام کے مجموعہ ہونے پر یہ بھی دلیل ہی کہ جسطرح
مختلف اوقات مین کلام کرتے ہین اور اُسوقت بمقتضاے محل اور بغرض مزید تنبیہ
اشخاص کے اُس کلام کے دوہرانے کی ضرورت پڑتی ہی جو کسی پہلے وقت مین کہا گیا
تھا۔ بعض مضمون کو جو مہتم بالشان ہین ہر دفعہ کے کلام مین بار بار جتلانا پڑتا ہی۔
بعض دفعہ کسی قصّہ کی تلمیح کرنی ہوتی ہی۔ بعض دفعہ کسی قصّہ کے اُسی جزو کا بیان
کافی ہوتا ہی جو اُسوقت کے کلام کے لیے ضرور ہی۔ بعض دفعہ کسی قصّہ کو بالاجمال
اور بعض دفعہ زیادہ تفصیل سے بیان کرنا مقتضاے کلام ہوتا ہی غرضکہ ہر ایک امر
جو مختلف اوقات مین کلام کرنے مین پیش آتا ہی وہ سب قرآن مجید مین پایا جاتا ہی
اور یہ کافی ثبوت اسبات کا ہی کہ قرآن ایک تصنیف کی ہوئی کتاب نہین ہی۔ اور جبکہ
اُسمین صرف کلمات وحی ہی لکھے گئے ہین تو مبادی کلام جس سے وحی متعلق ہی
اُسمین شامل نہین ہین اور اس سبب سے بعض مقامات قرآن مجید مین بلکہ متعدد ایسے
ہین کہ ایک مقصد بیان کرتے کرتے دوسرا مطلب بیان ہونے لگا ہی جو ایک نیا یا

اجنبی معلوم ہوتا ہی حالانکہ وہ ایسا نہین ہی بلکہ مبادی کلام کے مندرج نہونے سے ایسا
معلوم ہوتا ہی۔ بعض دفعہ قرینہ حالیہ کسی کلام کے مقتضا پر دلالت کرتا ہی اور متکلم بغیر اسکے
کہ اپنے کلام مین اُسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت سمجھے اپنا کلام شروع کر دیتا ہی اور
جبکہ صرف متکلم ہی کا کلام بلا بیان اُس قرینہ حالیہ کے لکھا جاوے تو جو دلالت کلام
کی قرینہ حالیہ سے پائی جاتی تھی وہ اس مین نہین ہوتی اور اسلیے اُسکی تلاش یا تعین کی
ضرورت پڑتی ہی۔ اسی بنیاد پر علماء اسلام نے آیات کی شان نزول تفتیش کرنے پر
توجہ کی ہی جبکی بنیاد صرف روایات ضعیف پر ہی اور اسلیے زیادہ پُرامن طریقہ یہ ہی
کہ جہان اُسکی ضرورت ہو حتی المقدور صرف قرآن مجید کے سباق و سیاق کلام سے
اور اُسکی طرز ادا ے کلام سے اُسکو تلاش کیا جاوے۔ اور جو اصول کہ قرآن مجید مین
بیان ہوئے ہین اُنکو ہر ایسے مقام پر ملحوظ رکھا جاوے۔

الاصل الرابع عشر

موجودات عالم اور مصنوعات کائنات کی نسبت جو کچھ خدا نے قرآن مجید مین کہا ہی
وہ سب ہو بہو یا بحیثیۃ من الحیثیات مطابق واقع ہی۔ یہ نہین ہو سکتا کہ اُسکا قول اُسکی
مصنوعات کے مخالف ہو یا مصنوعات اُسکے قول کی مخالف ہون۔ بعض جگہ ہمنے قول کو
ورڈ آف گاڈ اور اُسکی مصنوعات کو ورک آف گاڈ سے تعبیر کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ ورڈ آف گاڈ
اور ورک آف گاڈ دونون کا متحد ہونا لازم ہی۔ اگر ورڈ۔ ورک کے کسی حیثیت سے مطابق نہین ہی

تو ایسا ورڈ۔ ورڈ آف گاڈ نہین ہو سکتا۔

الاصل الخامس عشر

با وجود اس بات کے تسلیم کرنے کے کہ قرآن مجید بلفظہ کلام خدا ہی مگر جبکہ وہ عربی مین اور انسان کی زبان مین نازل ہوا ہی تو اُسکے معنی اسیطرح پر لگائے جاوینگے جیسے کہ ایک نہایت فصیح عربی زبان مین کلام کرنے والے کے معنی لگائے جاتے ہین اور جسطرح کہ انسان استعارہ و مجاز و کنایہ و تشبیہ و تمثیل اور دلایل لمی و اقناعی و خطابی و استقرائی و الزامی کو کام مین لاتا ہی اسیطرح قرآن مجید مین بھی استعارہ و مجاز و کنایہ و تشبیہ و تمثیل اور دلایل لمی و اقناعی و خطابی و استقرائی و الزامی سب موجود ہین علاوہ اسکے ہمکو اُن اصول اور اُن قولی اور عملی وعدون پر غور کرنا ضرور ہوتا ہی جو خود خدا نے کیے ہین اور اُس طرز کلام اور طریق استعمال الفاظ کو دیکھنا لازم ہوتا ہی جو مخصوص قرآن مجید سے ہی اور جسکے لیے ہمکو ایک آیت کی تفسیر بیان کرنے مین دوسری آیت سے استمداد لینی پڑتی ہی۔

ہر ایک کلام کے معنی قرار دینے مین وہ کلام کیسا کا ہو خواہ خدا کا یا انسان کا مندرجہ ذیل باتون کا محقق ہونا ضرور ہی۔

(۱) جس لفظ کے جو معنی قرار دئے گئے ہین اُسکی نسبت جاننا چاہیے کہ وہ لفظ انہین معنون مین وضع کیا گیا ہی۔

(۲) اس بات کا قرار دینا کہ جن معنون مین وہ لفظ وضع کیا گیا تھا اُن معنون سے کسی

دوسرے معنون مین مستعمل نہین ہوا ہی۔

(۳) اگر وہ لفظ مشترک المعنی ہی تو اسبات کا قرار دینا لازم ہی کہ وہ اُن مشترک معنون مین سے کس معنی مین استعمال کیا گیا ہی۔ ضمایر جنکا مرجع مختلف ہو سکتا ہو وہ بھی الفاظ مشترک المعنی مین داخل ہین۔

(۴) اسبات کو قرار دینا ضرور ہی کہ وہ اُن اصلی معنون مین بولا گیا ہی جو اُس سے متبادر ہوتے ہین یا مجازی معنون مین۔

(۵) اسبات کو قرار دینا کہ اُس کلام مین کوئی شی مضمر ہی یا نہین۔

(۶) اسبات کو قرار دینا ضرور ہی کہ جن معنون پر وہ لفظ دلالت کرتا ہی اُسمین کوئی تخصیص بھی ہی یا نہین۔

(۷) یہ بات دیکھنی لازم ہی کہ جو معنی اُس لفظ کے قرار دیے گئے ہین اُسپر کوئی عقلی معارضہ بھی ہی یا نہین۔ اگر ہی تو وہ معنی اُسکے صحیح نہونگے۔ اور یہ بات کوئی نئی نہین ہی بلکہ تمام علماء اسلام نے سیکڑون مقامون مین اسکی پیروی کی ہی۔ مثلاً خدا کے عرش پر استوا ہونے مین۔ اُسکے ہاتھ اور مُنہ اور ساق ہونے مین اور مثل انکے اور بہت سے لفظون کے اصلی معنی اسیلیے نہین لیے گئے کہ دلیل عقلی اُنکے برخلاف تھی۔ پس کوئی وجہ نہین ہی کہ اور الفاظ کے ایسے معنی جو دلیل عقلی سے محال ہین یا خود اُس قانون فطرت کے مخالف ہین جو خود خدا نے بیان کیا ہی یا تجربہ کے مخالف ہین چھوڑ کر دوسرے معنی نہ لیے جاوین۔

اسمین کچھ شک نہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین الفاظ کے معنی معین و مستعمل تھے اور اگر ہم تسلیم کرلین کہ وہی معنی بتواتر ہم تک پہونچے ہین تو اُس سے صرف امر اول کا تصفیہ ہوجاتا ہی - مگر اس بات کا تصفیہ کہ وہ لفظ دوسرے معنونمین مستعمل نہین ہوا اور اگر وہ مشترک المعنی ہی تو کون سے معنون مین مستعمل ہوا ہی اور وہ مجازی معنون مین مستعمل ہوا ہی یا نہین الی غیر ذالک نہین ہوسکتا - پس جبتک کہ ساتوین امر کی پیروی نکی جاوے جسکی پیروی بہت سے مقامون مین علما ر اسلام نے کی ہی نہ کسی انسان کے کلام کے معنی صحیح طور پر قرار دیے جاسکتے ہین نہ خدا کے کلام کے قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین ہمکو ایک اور مشکل یہ پیش آتی ہی کہ عرب جاہلیت کا کلام بہت کم ہم تک پہونچا ہی اور کچھ شک نہین کہ اُسمین سے بہت بڑا حصہ ضایع ہوگیا ہی اور علماء علم ادب اس بات کو خود تسلیم کرتے ہین - پس یہ امر قابل یقین نہین ہی کہ اہل لغت اور علماء علم ادب نے جو معنی الفاظ کے لغت کی کتابون مین اور اُسکے محاورات اور استعارات کو لکھا ہی اُنکے سوا اور کوئی معنی اور استعارات زمانہ جاہلیت اور خود زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ تھے -

بلاشبہ اس امر مین ہم مجبور ہین اور بجز اسکے کہ قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین موجودہ لغت کی کتابون اور علم ادب کی کتابونکی طرف رجوع کرین اور کچھ چارہ نہین ہی لیکن اگر بالفرض ہمکو قرآن مجید سے کسی لفظ کا ایسے طور پر استعمال یا ایسے معنون مین استعمال بطور یقین کے ثابت ہوجاوے جو کتب لغت یا علم ادب کی کتابون مین نہ ملے تو ہم اُسکے

اختیار کرنے مین کوئی وجہ تامل کی نہین پاتے اور ایسا کرنے مین ہم قرآن مجید کے ساتھ اس سے زیادہ کچھ نکرینگے جو کلام جاہلیت کے ساتھ کیا ہی کیونکہ ہماری تمام لغت کی کتابون اور علم ادب کی کتابون کی بنیاد اسی بات پر ہی کہ ہمنے وہ معنی یا محاورہ کلام جاہلیت سے اخذ کیا ہی۔

(۸) قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین ہمکو ایک اور امر کا تصفیہ بھی لازم ہی کہ جس کلام پر ہم استدلال کرتے ہین آیا وہ کلام مقصود ہی یا غیر مقصود کیونکہ اگر وہ کلام غیر مقصود ہی تو اس پر استدلال نہین ہوسکتا۔ کلام غیر مقصود قرآن مجید مین بہت جگہ پایا جاتا ہی اور انسان کے کلامون مین بھی کلام غیر مقصود ہوتا ہی جسپر حجت قایم نہین ہوسکتی۔ مثلاً خدا کا یہ فرمانا کہ ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط (ایت ۳۸ اعراف ۷) اس سے یہ استدلال نہین ہوسکتا کہ کسی وقت مین اونٹ سوی کے ناکے مین سے نکلجاویگا کیونکہ وہ کلام غیر مقصود ہی اور صرف اُن لوگون کے جنھون نے خدا کے احکام کو جھٹلایا ہی جنت مین داخل ہونیکے عدم امکان کا بیان ہی۔ اسی طرح اس آیت سے آسمان کے دروازوں کے ہونے پر بھی استدلال نہین ہوسکتا کیونکہ وہ کلام اس مقصد کے لیے نہین بولا گیا ہی بلکہ صرف خدا کی رحمت سے محروم رہنے کے مقصد سے بولا گیا ہی۔ اسیطرح کلام غیر مقصود کی بہت سی مثالین قرآن مجید مین موجود ہین اور اُن سے اُنکے اصلی معنون پر استدلال نہین ہوسکتا۔

اسی کے ضمن مین ایک بہت بڑی بحث تاویل کی آتی ہی یعنی جب کسی لفظ کے اصلی معنی نہین بن سکتے تو دوسرے معنی اختیار کرتے ہین جس سے قول قایل کا صحیح ہو جاوے - مگر مین اس مقصد سے تاویل کو قرآن مجید مین جایز نہین سمجھتا اور میری راے یہ ہی کہ تاویل اُسکو کہتے ہین جبکہ یہ متحقق ہو جاوے کہ قایل کا اس کلام سے درحقیقت یہ مطلب تھا اور وہ مقصد صحیح نہو اور اُسوقت اُس کلام کے دوسرے معنی اختیار کیے جاوین تاکہ وہ کلام صحیح ہو جاوے - اور اگر قایل کا درحقیقت وہی مقصد ہو جو بعد تاویل کے قرار دیا گیا ہی تو وہ تاویل نہین ہی بلکہ قایل کے اصلی مقصد کا ظاہر کرنا ہی - مثلاً قایل کا یہ قول کہ "زید اسد" اگر قایل کا درحقیقت لفظ اسد سے حیوان معروف مراد ہوا اور وہ زید پر صادق نہ آوے اور کوئی شخص خلاف مقصد اُس قایل کے اُسکے معنی شجاعت کے لے تو درحقیقت یہ تاویل ہی - اور اگر قایل نے اسد کے لفظ سے خود ہی شجاعت مراد لی ہو تو اسد سے شجاعت مراد لینا تاویل نہین ہی بلکہ قایل کے اصلی مطلب کا اظہار ہی - اسیطرح جب ہم قرآن مجید کے کسی لفظ کے اصلی معنی نہین لیتے بلکہ مجازی معنی لیتے ہین تو ہم اُسکو تاویل نہین کہتے اسلیے کہ ہم بقدر اپنی طاقت کے یہی سمجھتے ہین کہ خدا نے ان ہی مجازی معنون مین اس لفظ کو استعمال کیا ہی

قرآن مجید کے معانی بیان کرنے مین سب سے زیادہ دھوکہ انسان کو اُن مقامات مین پڑتا ہی جہان قرآن مین قصص انبیاء سابقین بیان ہوے ہین - انبیاء سابقین کے قصے عہد عتیق کی کتابون مین بھی آئے ہین اور علماء یہود نے بھی قصص انبیاء مستقل

کتابون مین لکھے ہین جنہین بہت کچھ باتین دوراز عقل وخلاف قانون فطرت مندرج ہین وہ قصے مشہور تھے اور ہمارے علما بھی اُن سے مانوس تھے اور اُنکے عجائبات کو جو قانون فطرت کے برخلاف تھے معجزات قرار دیتے تھے - وہ قصے قرآن مین بھی بیان ہوئے ہین اور وہ بیان بہت کچھ اُسی کے مشابہ اور مماثل ہے جو اُن قصون کی نسبت بیان ہوا ہے - مگر قرآن مجید کے الفاظ اُن قصون مین اسطرح آئے ہین کہ اُن سے وہ باتین جو دوراز عقل اور خلاف قانون قدرت اُن قصون مین مشہور تھین اُنکا ثبوت نہین ہوتا ہمارے علماء متقدمین نے اس بات پر خیال نہین کیا بلکہ جہانتک اُن سے ہوسکا قرآن مجید کے الفاظ کو اُن قصون پر بعینہ حمل کرنے پر کوشش کی اور اُسکے کئی سبب تھے

اوّل - یہ کہ اُن قصونکی کیفیت مشہورہ اُنکے دل مین بسی ہوئی تھی اسلیے قرآن مجید کے اُن الفاظ پر اُنہون نے توجہ نہین کی -

دوسرے - یہ کہ اُنکے پاس ہر ایک عجیب چیز گو وہ کیسی ہی قانون فطرت کے برخلاف کیون نہو خدا کی قدرت عام کے تحت مین داخل کردینے کا نہایت سہل طریقہ تھا اور اس سبب سے اُن الفاظ کی حقیقت پر غور کرنے کو توجہ مائل نہین ہوتی تھی -

تیسرے - یہ کہ اُنکے زمانہ مین نیچرل سینز نے ترقی نہین کی تھی اور کوئی چیز اُن کو قانون فطرت کی طرف رجوع کرنے والی اور اُنکی غلطیون سے متنبہ کرنے والی نہ تھی -

پس یہ اسباب اور مثل انکے اور بہت سے اسباب ایسے تھے کہ اُنکی کافی توجہ قرآن مجید کے اُن الفاظ کی طرف نہین ہوئی

مثلاً اُنکے زمانہ مین یہ مسئلہ ثابت نہین ہوا تھا کہ طوفان نوح کا تمام دنیا مین عام ہونا اور پانی کا اونچے سے اونچے پہاڑون کی چوٹیون سے بلند ہو جانا محالات سے اور خلاف واقع ہی اور اسلیے اُنکے خیال مین یہ بات نہ آئی کہ قرآن مجید مین جو الارض کا لفظ ہی اُسمین الف لام استغراق کا نہین ہی بلکہ عہد کا ہی۔

حضرت ابراہیم کے قصے مین کوئی نص صریح اسبات پر نہین ہی کہ درحقیقت اُن کو آگ مین ڈالدیا گیا تھا مگر اُنھون نے اسبات پر خیال نہین کیا۔

اسیطرح حضرت مسیح علیہ السّلام کی ولادت مین کوئی نص صریح قرآن مجید مین موجود نہین ہی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

اسیطرح حضرت یونس کے قصے مین اسبات پر قرآن مجید مین کوئی نص صریح نہین ہی کہ درحقیقت مچھلی اُنکو نگل گئی تھی ابتلع کا لفظ قرآن مین نہین ہی التقم کا لفظ ہی جس سے صرف مُنہ مین پکڑ لینا مراد ہی کیونکہ جب کوئی لفظ تاکید کا اُسکے ساتھ نہین جیسے التقمہ فلعمہا تو التقم کے معنی ابتلع کے نہین ہو سکتے۔ اور اگر فرض کرو کہ بغیر لفظ تاکید کے بھی اُسکے معنی ابتلع کے ہون تو بھی لقم و التقم کے دو معنی ہین ایک سرعۃ الاکل۔ دوسرے والتباادر علیہ اور ان دوسرے معنون سے بلع ثابت نہین ہوتا۔ پس دوسرے معنون پر جو مطابق قانون فطرت کے تھے انھون نے توجہ نہین کی اور اِس آیت مین کہ فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون (ایت ۱۴۳ و ۱۴۴ الصافات ۳۷) اسپر التفات نہین کیا کہ لبث فی بطن الحوت کی نفی دو طرح پر متحقق ہو سکتی ہی

اول اسطرح پر کہ مچھلی نے نگلا ہی نہین - دوسرے اسطرح کہ نگلا ہو مگر اُسکے پیٹ مین نہ ٹھہرے ہون - مثلاً اگر کوئی کہے کہ اگر مین اُسکو نہ بچاتا تو وہ قبر مین ہوتا - اُسکا مقصد صرف یہی ہی کہ قتل نہین ہوا نہ یہ کہ قبر مین جاکر نکل آیا - مگر اُنہون نے اِن معنون پر توجہ نہین کی - غرضکہ اِس قسم کی بہت سی مثالین قرآن مجید مین ہین - ہمکو ضرور ہی کہ صرف الفاظ قرآن مجید کے پابند رہین نہ اُن قصون کے جو یہود و نصاریٰ مین مذکور و مشہور ہین -

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ "نقل از بنی اسرائیل بیشتر است کہ در دین ما داخل شد بعد ازانکہ لاتصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوا ھم قاعدہ مقرر است - پس دو چیز لازم آمد یکے آنکہ تعریض قرآن را در سنت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بیان یافتہ شود مرتکب نقل از اہل کتاب نباید شد مثلاً چون محمل آیت ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب" در سنت نبویہ یافتہ نشود آن قصہ ترک التشار اللہ و مواخذہ بر آن است مرتکب ذکر سخرہ مارد چرا باید شد - دویم آنکہ الضرورۃ تیقدر بقدر الضرورۃ را در نظر داشتہ قدر اقتضا ر تعریض سخن باید گفت تا بشہادت قرآن تصدیق کردہ باشم واز زیادت زبان باید کشید ۱۲ (فوز الکبیر صفحہ ۹۷ - ۹۸)

ہم سے کہا جاتا ہی کہ قرآن مجید کے معنی اسطور پر قرار دینے ضرور ہین جسطرح کہ ایک اُمّی آدمی اُسکے معنی سمجھ سکتا ہی کیونکہ بدوین اور تمام قبایل عرب کے اَن پڑھ تھے - پس اُس زمانہ کے اہل عرب جسطرح سیدھے سادھے طور پر الفاظ قرآن کے ظاہری معنی سمجھتے تھے اُسی طرح ہمکو بھی قرآن کے معنی بیان کرنے چاہئین -

ہم کہتے ہین کہ ہم بھی اسیطرح کرتے ہین کیونکہ الفاظ کے وہی معنی لیتے ہین جو عرب جاہلیت سمجھتے تھے کلام جاہلیت ہی کی بناپر صرف ونحو ولغت کی کتابین بنی ہین جنسے ہم قرآن مجید کے معنی بیان کرنے مین استمداد لیتے ہین - موجودہ علم ادب عربی زبان کا بدوین اور اہل عرب کے کلام کی بنا پر بنی ہی مگر بحث اسپر آجاتی ہی جبکہ بلحاظ علوم وفنون کے قرآن مجید پر توجہ کیجاتی ہی اور جس سے اہل عرب بالکل ناواقف اور عاری محض تھے - اسحالت مین بھی ہم کوئی نئی بات پیش نہین کرتے بلکہ خود موافق زبان اہل عرب کے قرآن مجید کے الفاظ کے اُن معنون پر متوجہ کرتے ہین جو علوم کی ترقی کے سبب ہمکو صحیح و درست معلوم ہوتے ہین -

مثلاً اہل عرب بجز اسکے کہ جسپر وہ رہتے تھے اُسکو ارض کہتے تھے اور جو نیلی نیلی چیز گنبد نما اُنکے سر پر تھی اُسکو سما جانتے تھے اور اُور بحثون سے جو علوم مین اُن سے متعلق ہین محض ناواقف تھے اور باا ین ہمہ جو نتیجہ ہدایت اور تعلیم روحانی اور وحدت و قدرت ذات باری کا قرآن مجید سے مقصود تھا وہ اُنکو حاصل ہوتا تھا - مگر جب بلحاظ علوم کے قرآن کے الفاظ پر بحث کیجاوے تو اُسوقت اُن سے کہتے ہین کہ الفاظ قرآن کے وہ معنی لینے جو مطابق زبان عرب کے اور اُن علمی بحثون کے مطابق ہین کیون نظر انداز کئے جاتے ہین - اور جو قانون فطرت خود خدا نے بتایا ہی اُسکے مطابق وہ معنی جو کلام عرب کے مطابق بھی ہین کیون نہین لیے جاتے -

ہم سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید کا یہی سمجھتے ہین کہ وہ اُس طرز کلام مین نازل ہوا ہی کہ اُمّی

اور عالم و جاہل و فلسفی کسیطرح پر اُسکے معنی سمجھین سید سے سادہ طور پر یا علمی و فلسفی طریقہ پر مگر نتیجہ مین سب متحد ہو جاتے ہین - کوئی کلام بجز قرآن مجید کے ایسا نہین ہی کہ وہ جاہل اور اُمّی محض کو بھی اُسی نتیجہ پر پہونچاوے جس نتیجہ پر ایک عالم فلسفی کو پہونچاتا ہی اور ہر ایک بقدر اپنے علم اور استعداد کے اُس سے فایدہ اُٹھا کر ایک منزل مقصود پر پہنچتا ہی -

ہم سے طعناً کہا جاتا ہی کہ جب حکمت و ہیئۃ و فلسفہ یونانی مسلمانون مین پھیلا اور جو اُس زمانہ مین بالکل سچ و صحیح اور مطابق حقیقت واقع سمجھا جاتا تھا - علماء اسلام نے قرآن مجید کے اُن مقامات کی جو اُنکے مطابق معلوم ہوتے تھے تائید کی اور اُن مقامات کو جو بظاہر مخالف اُن علوم کے معلوم ہوتے تھے اُنکے مطابق کرنے پر کوشش کی اب کہ معلوم ہوا کہ وہ علوم غلط اصول پر مبنی تھے اور اُنکا علم ہیئۃ بالکل خلاف حقیقت تھا اور علم طبیعات اور نیچرل سینس نے زیادہ ترقی کی تو اب اُن معنون سے جو اگلے علما نے مطابق یونانی علوم کے قرار دئے تھے تخلف کرتے ہو اور دوسرے معنی اختیار کرتے ہو جو حال کے علوم کے مطابق ہین اور کیا عجب ہی کہ آئندہ زمانہ مین ان علوم کو اَوْر زیادہ ترقی ہو اور جو امور اسوقت محققہ معلوم ہوتے ہین وہ غلط ثابت ہون اُسوقت قرآن مجید کے الفاظ کے دوسرے معنی قرار دینے کی ضرورت ہوگی و علیٰ ہذا القیاس قرآن لوگون کے ہاتھ مین ایک کھلونا ہو جاویگا -

ہم اس طعنہ کو بطور ایک بشارت کے نہایت خوشی سے تسلیم کرتے ہین کیونکہ ہمارا

یقین ہی کہ قرآن مجید حقیقت امور کے مطابق ہی کیونکہ وہ ورڈ آف گاڈ ہی اور بالکل ورک آف گاڈ اُسکے مطابق ہی مگر اسمین بہت بڑا معجزہ یہ ہی کہ ہمارے ہر درجہ علم مین اُن امور مین جنکی ہدایت کے لیے قرآن نازل ہوا ہی یکسان ہدایت کرتا ہی اُسکے الفاظ ایسے اعجاز سے نازل ہوئے ہین کہ جہانتک ہمارے علوم کو ترقی ہوتی ہوجاویگی اور اُس ترقی یافتہ علوم کے لحاظ سے ہم اُسپر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ اُسکے الفاظ اُس لحاظ سے بھی مطابق حقیقت ہین اور ہمکو ثابت ہوجاوے گا کہ جو معنی ہم نے پہلے قرار دیے تھے اور اب غلط ثابت ہوئے وہ ہمارے علم کا قصور تھا نہ الفاظ قرآن کا۔ پس اگر ہمارے علوم کو آیندہ زمانہ مین ایسی ترقی ہوجاوے کہ اسوقت کے امور محققہ کی غلطی ثابت ہو تو ہم پھر قرآن مجید پر رجوع کرینگے اور اُسکو ضرور مطابق حقیقت پاوینگے اور ہمکو معلوم ہوگا کہ جو معنی ہم نے پہلے قرار دیے تھے وہ ہمارے علم کا نقصان تھا۔ قرآن مجید ہر ایک نقصان سے بری تھا۔

مثلاً فرض کرو کہ قرآن مجید سے ہم نے یہ سمجھا تھا کہ سورج زمین کے گرد پھرتا ہی جس سے طلوع وغروب ہوتا ہی اب معلوم ہوا کہ سورج ساکن ہی اور زمین سورج کے گرد پھرتی ہی اب ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ سورج کا پھرنا قرآن مجید مین بطور حقیقت واقع کے بیان نہین ہوا بلکہ علی ما یشھدہ الناس بیان ہوا ہی اور وہ سچ ہی۔ پس ہمنے جو اسکو بطور حقیقت واقع کے سمجھا تھا وہ ہماری غلطی تھی نہ قرآن مجید کی۔ غرضکہ ترقی علوم سے ہمکو اُن امور سے رجوع کرنا جو ہمنے پہلے نسبت قرآن کے قرار دیے تھے اور قرآن مجید کا اُسکے

مطابق پایا جسکی طرف ہمنے بعد ترقی علم رجوع کی ہی ہمارے علم سابق کا نقصان اور
قرآن مجید کے کامل ہونے کا ثبوت ہی مگر ہماری نسبت کسی قسم کی طعنہ زنی کا سبب نہین
یہ بحثین جہانتک ہین صرف اُن امور سے متعلق ہین جو علوم سے اور طبیعات سے
علاقہ رکھتے ہین - باقی رہے وہ امور جو روحانی تعلیم سے متعلق ہین اور جنکو لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ حاوی ہی ہر وقت مین ایک حالت مستقل پر قایم ہین اُسمین نہ کبہی تبدل ہوا
نہوگا - نہونیکی حاجت - جسکے لیے منطوق آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا شاہد عادل ہی -

الآن نختم الکلام ونقول ہذہ اصول معدودۃ من الاصول اللتی اسسنا
علیہا تفسیر القرآن ونبین کلہا فی وقت اخر انشاء اللہ تعالی -

سید احمد

الہ آباد ۱۵ نومبر ۱۸۹۲ع

باختتام رسید

هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین
به فضل و کرم ایزد منان و عنایت آمر امر کن فکان و اعانت و امداد رب دو جهان در عهد زمان فرخنده آوان المسمی به
جلد دوم تفسیر عمدة البیان
سنه ۱۳۰۶
من تالیفات حامی شرع سید الانس و الجان حافظ ثغور الایمان فخر العلماء ممتاز الفضلاء مقبول بارگاه لم یزلی جناب مولوی سید عمار علی صاحب مرحوم
بمطبع یوسفی دهلی باهتمام سید علی حسین طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر واجب ہے خدائے پاک کا ۔ جسنے بخشین نعمتین بے انتہا
پہر کیا نطفہ سے پیدا ہر بشر ۔ بخشکر پاکیزہ شکل اور خوبتر
پہر ہدایت کیلیے بہیجا رسول ۔ اور ہوا قرآن کا اُسپر نزول
دیو جنت کی بشارت نیک کو ۔ بد کو دوزخسے ڈرانیوالا ہو
پیروی اُسکی کرے جو نیک ذات ۔ داخل جنت ہو وہ پاکر نجات
پہلے وہ لایا عدم سے ہمکو یان ۔ خاک کے پتلے مین داخل کرکے جان
پہر دیئے اُسنے ہمین عقل و حواس ۔ تا کہ ہم ہوجائین نیک و بد شناس
تا کہ راہِ حقسے وہ واقف کرے ۔ سبکو خوشخبری دے اور خائف کرے
اور بڑی نعمت سنو قرآن ہے ۔ جو سبہونکا ہادیِ ایمان ہے
ایسے اُسکے سیکڑون احسان ہین ۔ شکر کس کس کا کرین حیران ہین

اس صورت مین اپنا عجز بیان کرنا ادائے شکر ہر نعمت سے یہی شکر اسکا ہے ورنہ کس مین قدرت ہے کہ اسکی نعمتونکا شکر ادا کرسکے اور اسکے اوصاف کو بیان کرسکے اور درود و سلام حد سے سوا اور رحمت انتہا سے بیشتر بادشاہ ہر دو سرا سرور انبیا سید الاتقیا مالک شرب ولطحا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ پر کہ جو خاتم انبیا ہے اور بعد اسکے کوئی پیغمبر نہوگا اور اُسیکا دین قیامت تک باقی رہیگا تعریف اُس سید المرسلین کی کب کسی سے ہو سکتی ہے کہ خدا تعالی خود مداح اُسکا ہے

محمد خاص بندہ ہے خدا کا ۔ کہ جو سردار ہے کل انبیا کا
نہ وہ ہوتا تو ہوتی خلق معدوم ۔ اُسیکے دم سے ہے دنیا مین دہوم
اور اُسکا نور ہے سب پر مقدم ۔ وہ سب خلقت سے ہے اعلی و افضل
اور اُسکا دین سب دینونسے اکمل ۔ کیا اسلام کو دنیا مین قائم
یہی رہتا تہا اُسکا شغل دائم ۔ اُسینے کفر کی بستی اُجاڑی
بتونسے کردیا کعبہ کو خالی ۔ حرم مین دین حقکی دہوم ڈالی
ستمگارونکے کیا کیا دکھ اُٹہائے ۔ مگر شکوے سے نا واقف دہان تہا
دعائے خیر ہی ورد زبان تہا ۔ اُسیکے خلق سے ہے خلق عالم
بنائے شرک ہے اُسنے اُکھاڑی ۔ خدا کی راہ مین آزار پائے
ہزاران تحفہ اور سلام اُسکی آل پاک پر

وہ دوازدہ امام علیہم السلام ہین اور فضایل اور اوصاف انکے بھی مثل فضایل اور اوصاف رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہین کہ یہہ سب فروع اور شاخین اسی اصل کی ہین

نبی کے بعد یہہ مولی ہین سب کے ۔ مقرب ہین یہہ سب درگاہ رب کے
اُنہین کا دین ہے دینِ پیمبر ۔ جو باہر اُنسے ہے وہ حق سے باہر
جدا ہوگا نہ اُنہین سے کسی سے ۔ ملین جبتک کوثر پر نبی سے
یہی سب ہادی دین خدا ہین ۔ یہی سب جانشین مصطفی ہین
یہی ہین جانتے قرآن کے اسرار ۔ رفیق انکا ہے وہ یہہ اُسکے ہین یار
نبی سے پایا ہے سینہ بسینہ ۔ نجاتِ مومنین کا ہے سفینہ

کواکب ہین جیسے برج بارہ — یہہ اپنے علم کے ہین برج بارہ
بنی ہے اصل ور یہہ فرع اسکی — ہوئی ہے انسے جاری شرع اسکی
اطاعت انکی ہے قرآن مین مرقوم — یہی ہین سب اولوالامر اور معصوم
امامت ختم ہے مہدی ہین پر — نبوت جیسے ختم المرسلین پر
کہ جیسے ابر مین سورج نہان ہے — اسیکے نور سے روشن جہان ہے
الہی پیروی انکی عطا کر — اور انکی حب کو میرے دل مین جا کر

یہہ واقف ہین گہر سے تینو طبق کے — یہہ بارہ در ہین شہر علم حق کے
ہوا ہے انسے روشن دین منصور — یہہ سب آپس مین ہین نور علی نور
مخالف انکا ہے بیدین و جاہل — اور انکے غیر کے ہین حکم باطل
وہ گو غائب ہے نظروں سے ہمارے — مگر ہے فیض اسکا ہمیہ جاری
ظہور اپنا کریگا جب وہ مستور — کریگا عدل سے دنیا کو معمور
قیامت تک نہ چھوٹے ساتھ انکا — جماعت مین ہوا انکے حشر میرا

اور بعد حمد و صلوۃ کے گزارش کرتا ہے خدمت مین مومنین کے خاکسار عمار علی رہنے والا سونی پت ضلع شاہجہان آباد کا کہ بعضے مومنین دیندار نے اس عاصی کے پاس خطوط روانہ کرکے درخواست کی کہ تفسیر قرآن شریف کی زبان اردو مین کہ جس سے عام لوگون کو فائدہ ہوا ب تک کسی نے تحریر نہین فرمائی ہے اور اگر کسی نے کچھ لکھا ہے تو بطور حاشیہ کے لکھا ہے اور ہر آیت کے معنے کو حل نہین کیا ہے اور نہ ہر آیت کی تفسیر لکھی ہے اب کوئی ایسی تفسیر مرقوم ہو کہ جس مین سب آیات کا حل ہو اور شان اور سبب نزول ہر آیت کا اور قصہ جو کہ اُس سے متعلق ہے تفصیل سے ہو اور اختلاف قرأت اور ترکیب نحوی بھی موافق ضرورت کے اُسمین مذکور ہو اسواسطے اس خاکسار نے حکم مومنین کو بسرو چشم قبول کرکے باوجود قلت سامان اور کثرت افکار کے لکھنا تفسیر کا شروع کیا اور موافق اُنکے مقصود کے مثل اور تفسیرون عربی اور فارسی کے اس تفسیر کو تحریر کیا کہ ہر آیت کی تفسیر لکھی اور شان نزول آیت اور قصہ قرأت اور ترکیب نحوی حسب ضرورت سب کو اس تفسیر مین درج کیا اور اثبات مذہب حق اور جواب مخالفین مین بہت تفصیل کی کہ مثل اس تفسیر کے اور تفسیرون مین کم ہوگا اور واسطے ثابت کرنے مذہب حق کے اگر ادنی اشارہ بھی کسی آیت مین پایا ہے تو وہین اُسکو ذکر کر دیا ہے اور وعظ اور پند مین احادیث رسول خدا اور ائمہ ہدی سے اس تفسیر کو مزین کیا ہے اور بہت آسان عبارت مین اس تفسیر کو لکھا ہے کہ جسکو تہوڑا سا خواندہ آدمی بھی پڑھ کر سمجھ لیوے اور نام اسکا **عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن** رکھا ہے اور آدمی جو سہو اور نسیان سے خالی نہین ہوتا ہے اسواسطے برادران ایمانی کی خدمت مین درخواست یہ ہے کہ اگر اس تفسیر کی تحریر مین اس عاصی سے کوئی خطا واقع ہوئی ہو یا خلاف محاورہ زبان اردو کے کوئی لفظ تحریر مین آیا ہو تو اسکو معاف فرما دین اور اس گنہگار کو ایسی خطا پر ملامت نکرین کہ خطا سے کوئی بشر خالی نہین ہے اور دعا پروردگار عالمین سے یہ ہے کہ مومنین کو اس تفسیر سے فائدہ بخشے اور اجر اس کا اس خاکسار کو اور اس خاکسار کے والدین کو عطا کرے ۔ وما توفیقی الا باللہ وہو نعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر ۔ اور اس مین تین مقدمے مین

مقدمہ پہلا قرآن شریف کے نازل ہونے کے بیان مین ۔ منقول ہے کہ قرآن تمام اور کل ماہ رمضان مین شب قدر کو بیت المعمور مین نازل ہوا تہا اور بعد اُسکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورت سورت اور آیت آیت نازل ہوتی تہی تیئس برس کے عرصہ مین حضرت پر تمام قرآن نازل ہوا ہے اور اُس مین ایک سو اور چودہ سورتین مین لیکن ہمارے نزدیک والضحی اور الم نشرح ایک سورت ہے اور الم ترکیف اور لایلاف دونو ایک سورت ہے ۔ اور کہتے ہین کہ قرآن شریف مین چھ ہزار چھ سو چہیاسٹھ ۶۶۶۶ آیتین ہین ۔ اور زمخشری نے تفصیل مین ان آیتون کے لکھا ہے کہ ایکہزار آیتین قصص مین ہین اور ایکہزار مثلون مین اور ایکہزار وعدہ مین اور ایکہزار وعید مین اور ایکہزار امر مین اور ایکہزار نہی مین اور پانسو ۵۰۰ حلال اور حرام مین اور ایکسو ۱۰۰ ادعیہ مین اور چہیاسٹھ ۶۶ ناسخ اور منسوخ مین اور جو قرآن کہ خدا تعالی کی جانب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ یہی قرآن ہے جو کہ اس زمانہ مین موجود ہے اور اُس مین کسی نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہین کر دیا ہے اور اگر کوئی زیادہ کرتا تو اُسیوقت معلوم ہو جاتا اسواسطے کہ کلام خدا کی مثل آدمی کا کلام نہین ہو سکتا دیکھو عبارت عربی مین اگر کوئی آیت کلام اللہ کی داخل ہو تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کلام اللہ کی آیت ہے اور عبارت عربی مین آیت ایسی روشن ہوتی ہے کہ جیسے پتھرون مین کوئی ٹکڑا جواہر کا پڑا ہوا روشن ہوتا

اور جیسے کہ کلام اللہ مین کوئی زیادہ آیت کسی آدمی کی داخل کی ہوئی نہین ہے ایسے ہی اس کلام اللہ مین ویسا نقصان بھی نہین ہے کہ جس سے وہ محرف ٹہیرے اور درجہ حجت سے ساقط ہو جائے ہان بعضی روایاتِ سُنی اور شیعہ کی قرآن شریف کے کم ہو جانے پر دلالت کرتے ہین لیکن جو کہ وہ روایتین اخبار احاد سے ہین یقین اُسکا نہین ہو سکتا اور کلام اللہ جو کہ قرآن ہے وہ یہی ہے نہ کم ہے اس سے نہ عیاذاً باللہ اُسمین تحریف ہے ہان البتہ اسقدر فرق ہے اسمین کہ جو سورت نازل ہونے مین مقدم تھی اُسکو موخر کر دیا ہے اور موخر کو مقدم کر دیا ہے اور یہی مذہب ہمارے علماء معتبرین کا ہے اور قاریون نے جو چند آیات کے الفاظ مین باہم اختلاف کیا ہے وہ اختلاف اُنکا الفاظ مین ہے کہ کسی نے مَالِک پڑھا ہے اور کسی نے مَلِک پڑھا ہے اور کسی نے نعلم متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر متکلم کی اُسمین خدا کے واسطے ہے اور کسی نے اُسکو یعلم غائب کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر اُسکی طرف خدا کے پھیری ہے لیکن مقصود دونو قرائتون سے ایک ہے اُسکو تحریف اور تغیر نہین کہتے ہین **دوسرا مقدمہ** قرآن کی تلاوت کے آداب کے بیان مین۔ چاہئے کہ تلاوت کرنے والا وقت تلاوت قرآن کے وضو سے ہو اور قبلہ کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے اور قرآن کو کسی بلند چیز پر مثل رحل وغیرہ کے رکھے اور پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے اور خشوع و خضوع سے پڑھے اور اُسکے معنے مین فکر اور تامل کرے اور جسوقت جنت کا ذکر آوے تو خدا تعالیٰ سے اُسکو طلب کرے اور اگر دوزخ کا ذکر آوے تو اُس سے پناہ مانگے اور موافق قراءت مشہورہ کے پڑھے اور حرفون کو اُنکے مخرجون سے ادا کرے اور بہت جلد نہ پڑھے اور نہ حرفون مین بہت فاصلہ کر کے پڑھے اور ایسا جانے کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے اور ایسا نہو سکے تو جانے کہ خدا مجھکو دیکھتا ہے اور حلال و حرام کا حکم کرتا ہے اور آواز خوش بنا کر اور حزن اور گریہ سے پڑھے۔ اور منقول ہے کہ جسوقت امام زین العابدین علیہ السلام قرآن کو پڑھتے تھے تو راہگیر سُننے کے واسطے کھڑے ہو جاتے تھے اور اُنکی آواز خوش کو سُنکر بعضے بیہوش ہو جاتے تھے پس چاہئے کہ پڑھنے والا آواز خوش سے قرآن کو پڑھے لیکن جو راگ شرع مین حرام ہے اسمین قرآن کو نہ پڑھے۔ اور منقول ہے کہ ہر چیز کے واسطے ایک زیور ہے اور زیور قرآن کا آواز خوش ہے اور قرآن کی حفظ کرنیکا بہت ثواب ہے لیکن حفظ پڑھنے سے دیکھکر پڑھنے کا بہت ثواب ہے اسواسطے کہ قرآن کی طرف نظر کرنی بھی عبادت ہے اور اسطرح آہستہ کہ خود نہ سنے نہ پڑھے کہ اُسکے حروف اور اعراب مین ایسا فرق ہو جائے کہ وہ اپنے احوال پر باقی نہ رہین اور قرآن کو بہت صحیح کر کے پڑھے اور اگر اُسمین غلطی ہو تو قرآن صحیح سے اُسکا مقابلہ کر کے اُسکو صحیح کر لیوے اور کاہلی اسمین نہ کرے اور بے وضو بھی ہر چند قرآن کو پڑھ سکتے ہین لیکن بے وضو اُسکے حرفون کو مس نکرے کہ حرام ہے اور حالت جنابت اور حیض اور نفاس مین سات آیتون سے زیادہ نہ پڑھے اور نہ اُسکے حرفون کو مس کرے۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے گھر دن کو قرآن کے پڑھنے سے روشن کرو تم اور تاریک مت کرو اُنکو قرآن کی تلاوت کے ترک کرنے سے جیسے کہ طریقہ یہود اور نصاریٰ کا ہے کہ نمازون کو اپنی مسجدون مین پڑھتے ہین اور اپنے گھر ونکو معطل چھوڑتے ہین اور جو کوئی اپنے گھر مین قرآن کی تلاوت کرے تو خیر اور برکت اُس گھر مین کثرت سے ہوتی ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت کوئی مسلمان اپنے گھر مین قرآن کی تلاوت کرتا ہے باشندے آسمان کے اُسکو ایسمین چمکاتے ہین کہ باشندے زمین کے ستارہ روشن کو آپسمین چمکاتے ہین اور انس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اہلِ قرآن جو کہ پڑھنے والے اُسکے ہین وہ خدا کے لوگ اور مخصوص اور مقرب اُسکی درگاہ کے ہین اور بہتر عبادت جو کہ بندہ کرتا ہے وہ پڑھنا قرآن کا ہے۔ اور فرمایا ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ پڑھنا قرآن کا افضل ہے ذکر سے اور ذکر افضل ہے صدقہ سے اور صدقہ افضل ہے روزہ سے اور روزہ سپر ہے آتش دوزخ سے **مقدمہ تیسرا** تلاوت قرآن کے ثواب کے بیان مین۔ واضح ہو کہ تلاوت قرآن شریف مین اسقدر اجر اور ثواب ہے کہ اگر بعد ادائے واجبات فقط تلاوت قرآن مین مومن مشغول ہو تو واسطے حصول نجات اور ترقی درجات عالیات کے کفایت کرتا ہے۔ اور فضیلتِ تلاوتِ قرآن مین بہت حدیثین منقول ہین لیکن مین چند احادیث کی بیان پر اکتفا کرتا ہون جامع الاخبار مین لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلمان سے کہ اے سلمان تجھکو قرآن کی تلاوت کرنی چاہئے اسواسطے کہ پڑھنا قرآن کا کفارہ ہے گناہون کا اور پردہ ہے آتش دوزخ سے اور امان ہے عذاب سے اور جو کوئی

فضائل قرآن خوانی

اُسکی تلاوت کرتا ہے واسطے اُسکے ثواب ستر شہیدون کا لکھا جاتا ہے اور ہر سورت کے پڑہنے مین ثواب پیغمبر کا سا دیا جاتا ہے اور قرآن کے پڑہنے والے رحمت خدا کی نازل ہوتی ہے اور ملائکہ اُسکے واسطے استغفار کرتے ہین اور بہشت اُسکا مشتاق ہوتا ہے اور خدا اُس سے راضی ہوتا ہے اور جسوقت مومن قرآن پڑہتا ہے خدا تعالی بنظر رحمت اُسکی طرف دیکھتا ہے اور ہر آیت کی تلاوت مین اُسکو ہزار حورین دیتا ہے اور ہر حرف کے پڑہنے مین ایک نور صراط پر اُسکے واسطے بخشتا ہے اور جسوقت قرآن کو ختم کرتا ہے تو اُسکو ثواب تین سو اور تیرہ پیغمبرون کا دیتا ہے اُن پیغمبرون کا کہ جنہون نے خدا کے احکام اور پیغام کو اُمتون پر پہنچا دیا ہے اور جسنے قرآن کو ختم کیا اُسنے گویا کہ ہر کتاب کو پڑہا جو کہ خدا نے اپنے رسولون اور انبیا پر نازل کی ہے اور حرام کریگا خدا اُسکے بدن کو دوزخ پر اور اپنی جگہہ سے قرآن کو پڑہکر وہ نہ اُٹھے گا یہانتک کہ خدا اُسکو اور اُسکے والدین کو بخشدیگا اور دیویگا خدا ہر سورت کی تلاوت مین ایک ہزار شہر فردوس مین کہ ہر شہر سبز موتی کا ہوگا اور ہر شہر مین ہزار گہر ہونگے اور ہر گہر مین لاکھ حجرے ہونگے اور ہر حجرہ مین لاکہ خانے ہونگے نور کے اور ہر خانہ پر لاکہ دروازے رحمت کے ہونگے اور ہر دروازہ پر ہزار دربان ہونگے اور سر پر ہر دربان کے ایک مندیل استبرق کی ہوگی کہ وہ بہتر ہوگی دنیا سے اور جو کچہ کہ دنیا مین ہے اور ہر خانہ مین لاکہ دکانین عنبر کی ہون گی کہ کشادگی ہر دکان کی مشرق اور مغرب کے فاصلہ کی برابر ہوگی اور ہر دکان پر لاکہ تخت ہونگے اور ہر تخت پر لاکہ فرش ہونگے کہ ہر فرش ہزار گز کا ہوگا اور ہر فرش پر ایک حور العین ہوگی کہ لاکھ پوشاکین پہنے ہوئے ہوگی اور اُن پوشاکون مین سے مغز اُسکی ساق کا نمایان ہوگا اور سر پر اُسکے تاج ہوگا عنبر کا کہ جڑا ہوا موتیون اور یاقوتون سے ہوگا اور اُسکے سر پر ساٹھ ہزار گیسو ہونگے مشک کے اور اُسکے کانون مین گوشوارے ہونگے اور اُسکے گلے مین ایک ہزار ہار ہون گے جواہر کے اور آگے اُس حور کے سو خادم ہون گے کہ ہاتہ مین ہر ایک کے کاسہ سونے کا ہوگا اور ہر کاسہ مین لاکھ رنگ کی شراب ہوگی کہ ایک شراب دوسری شراب سے مشابہ نہوگی اور ہر خانہ مین ہزار خوان ہونگے اور ہر خوان مین لاکھ قابین ہونگی اور ہر قاب مین لاکھ طرح کا کہانا ہوگا کہ ایک کہانا دوسرے کہانے کے مشابہ نہوگا اور دوست خدا کا ہر کہانے مین سے لاکھ لذتین پائیگا۔ اے سلمان جسوقت مومن قرآن پڑہتا ہے خدا تعالی اُسپر دروازے رحمت کے کہولدیتا ہے اور ہر حرف سے کہ اُسکے مُنہ سے نکلتا ہے خدا تعالی ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ قیامت تک اُسکے واسطے وہ تسبیح کرتا ہے اسواسطے کہ نہین ہے کوئی شے زیادہ دوست تر نزدیک خدا کے بعد سیکہنے علم دین کے پڑہنے قرآن سے تحقیق کہ زیادہ بزرگ بندہ نہین نزدیک خدا کے بعد انبیا کے علما ہین اور بعد علما کے حاملان قرآن یعنے پڑہنے والے قرآن کے ہین کہ نکلینگے وہ دنیا سے جیسے کہ نکلتے ہین انبیا اور اُٹہین گے وہ قبرون سے ہمراہ انبیا کے اور گزرینگے صراط پر سے ہمراہ انبیا کے اور حاصل کرینگے ثواب انبیا کا پس خوشخبری ہے جو واسطے طلب کرنیوالے علم دین کے اور پڑہنے والے قرآن کی کرامت اور بزرگی کے جو کہ نزدیک خدا کے واسطے اُن کے ہے کہتا ہون مین کہ جو کچہہ اِس روایت مین ہے اُسکو کوئی خدا کی قدرت سے بعید بجانے کہ وہ جو کچہ چاہے سو کرے اور سوائے اسکے یہ ہے کہ جیسے کہ حور دیکہنے مین بہت ہی بڑے ہونگے ایسے ہی آدمیون کے قد اور بدن ہونگے اور ایک آدمی کی سو آدمیون کی برابر قوت اور خوراک ہوجائے گی چنانچہ دوسری روایت مین پایا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر مین مذکور ہے کہ قیامت کے روز قرآن پڑہنے والے کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکہین گے کہ روشنی اُسکی دس ہزار برس کی راہ کو پہونچے گی اور دو پوشاکین ایسی اُسکو پہنائین گے کہ جسکی قیمت نہو سکے اسواسطے کہ کمترین تار اُسکا لاکہہ دینار سے اور اُن نفیس چیزون کے مقابلہ مین ہوگا جو کہ دنیا مین ہین اور بادشاہی خلد برین کی اُس قرآن پڑہنے والے کے نامۂ اعمال مین لکہکر اُسکے دست راست مین دینگے اور اُسکو کہین گے کہ قرآن پڑہ اور اوپر جا کہ منزل تیری آخر آیت کے نزدیک ہوگی کہ تو اُسکو ختم کرے اور والدین اُسکا اپنی پوشاکون اور تاجون کو دیکہکر کہین گے کہ خداوندا یہ شرف اور بزرگی ہمکو کہان سے پہنچی ہے کہ افعال ہمارے تو ایسے نہ تھے کہ ہمکو اس درجہ کو پہونچاتین ملائکہ کرام کاتبین جواب دینگے کہ یہ ثواب اُسکا ہے کہ تم نے اپنے فرزند کو قرآن سکہلایا تہا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے فرزند کو قرآن سکہلاتا ہے ایسا ہے کہ گویا اُسنے دس ہزار حج کئے ہون اور دس ہزار عمرے بجا لایا ہو اور دس ہزار بندے اولاد اسمعیل مین سے

آزاد کئے ہوں اور دس ہزار جہاد کئے ہوں اور دس ہزار مسکینوں گرسنہ کو کھانا کھلایا ہو اور دس ہزار مسلمانوں برہنہ کو کپڑا پہنایا ہو اور لکھے جاتے ہیں واسطے
اُسکے ہر حرف کے عوض میں دس ہزار حسنہ اور مٹائے جاتے ہیں اُس سے دس ہزار بدیاں اور ہوئیگا وہ قرآن ہمراہ اُسکے قبر میں یہانتک کہ زندہ ہو کر اُٹھے
اور بہاری ہوجائیگا پلہ اعمال اُس کا اور گزریگا وہ صراط پر سے مثل برق جہندہ کے اور نہ جدا ہوگا اُس سے قرآن یہانتک کہ نازل ہو اسپر وہ
کرامت کہ جسکی وہ آرزو کرتا ہے۔ اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں قیامت کے روز خدا سے شکایت کرینگی ایک تو
مسجد کہ قوم میں ہووے اور وہ اُسمیں نماز نہ پڑہتے ہوں اور دوسرا عالم کہ وہ جاہلوں میں ہو اور وہ لوگ اُس کی فرمانبرداری نکرتے ہوں
اور مسائل دین اُس سے نہ پوچھتے ہوں۔ اور تیسرا قرآن کہ گہر میں رکھا ہوا اور گرد آلودہ ہوگیا ہو اور تلاوت اُسکی نکرتے ہوں اور دوسری حدیث
میں ہے کہ جو کوئی قرآن کو دیکھکر پڑہے تو اپنی آنکھوں کے نور سے فائدہ مند ہوا اور اُسکے والدین سے تخفیف عذاب کی ہو اگرچہ وہ دونو کافر ہوں
اور منقول ہے کہ جو کوئی قرآن کی سورت کو یاد کرکے فراموش کردے تو قیامت کے روز بہت افسوس کریگا اور پشیمان ہوگا لیکن اُس روز کی
پشیمانی اُسکو فائدہ نہ بخشیگی اور اب بفضلہ تعالیٰ تفسیر قرآن شریف کی شروع ہوتی ہے اور معنی تفسیر کے ظاہر کرنا مراد کا لفظ مشکل سے ہے
معنی تاویل کے رد کرنا اور پہیرنا ایک احتمال کا دو احتمالوں میں سے ہے طرف اُس امر کے کہ مطابق ظاہر کے ہو اور قرآن شریف کے پڑہنے سے
پہلے استعاذہ چاہیئے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ یعنی پس جسوقت پڑہے تو قرآن کو تو پس پناہ طلب کر تو ساتھ خدا کے
اور صورت اُسکی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بعضے کہتے ہیں کہ صورت اُسکی یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع العلیم
اور بعضے کہتے ہیں کہ صورت اُسکی یہ ہے کہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور بعضے کہتے ہیں کہ صورت اُسکی یہ ہے کہ نستعیذ باللہ
من الشیطان الرجیم اور سب خوب ہے جو صورت چاہے پڑہے اور معنی استعاذہ کے خدا کے ساتھ پناہ مانگنے کے ہیں **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ** پناہ
مانگتا ہوں میں ساتھ خدا کے اور نہ اُسکے غیر کے ساتھ **السَّمِیْعِ** کہ سننے والا ہے ہر نیک و بد کی گفتار کا اور جو چیز کہ سنی جاتی ہے سب کا
سننے والا ہے آہستہ کا اور پکار کہنے کی بات کا **الْعَلِیْمِ** جاننے والا نیکوں اور بدوں کے افعال کا اور ہر چیز کا جو کہ پہلی ہوچکی ہے
اور جو کہ آئندہ ہوگی اور کیونکر ہوگی **مِنَ الشَّیْطٰنِ** شیطان سے یعنی پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا سننے والے جاننے والے کے
بدی ہر سرکش کی سے انسان ہو یا جن ہو یا حیوان ہو اور یا مراد اُس سے فقط ابلیس ہے کہ وہ سردار ہے سب شیاطین کا اور شیطان فیعال
کے وزن پر ہے اور ماخوذ ہے شیطنت الدار سے یعنی دور ہوا گہر اور شیطان جو دور ہوتا ہے ہر خیر سے اسواسطے اُسکا لقب شیطان ہوا **الرَّجِیْمِ**
یہ صفت ہے شیطان کی اور بمعنی مفعول ہے یعنی نکالا گیا باغ جنت سے یا طبقات آسمان سے اسواسطے کہ جس وقت ارادہ آسمان پر جانے کا کرتے
ہیں شیاطین کلام سننے کے واسطے تو ملائکہ اُنپر ستاروں کو مارتے ہیں اور وہاں سے اُنکو ہنکاتے ہیں اور یہ کہ سنگسار کیا گیا ہے وہ لعنت کے
پتھروں سے اور جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے اسکی تفسیر اسطرح منقول ہے کہ وہ سنگسار کیا گیا ہے ساتھ لعنت کے نکالا گیا ہے خیر سے
جسوقت ذکر کرتا ہے اُسکا مومن تو اُسکو لعنت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے علم سابق میں گزرا ہے کہ جسوقت خروج کریگا اور ظاہر ہوگا قایم
علیہ السلام تو نہ باقی رہیگا کوئی مومن اُسکے زمانہ میں مگر یہ کہ سنگسار کریگا اُسکو پتھروں سے جیسے کہ پہلے وہ سنگسار ہوا ہے لعنت سے اور
خدا تعالیٰ نے حکم استعاذہ کا اسواسطے کیا ہے کہ آدمی اُسکے وسوسہ سے خالی نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ استعاذہ واسطے رستگاری دنیا اور
اور آخرت کے ہے اور واسطے حاصل ہونے قرب اور منزلت کے نزدیک خدا تعالیٰ کے اور تمام انبیاء استعاذہ کے وسیلہ سے قرب الٰہی کے مقام کو
پہنچے ہیں اور سب کفار پر غالب ہوئے ہیں چنانچہ نوح علیہ السلام نے جسوقت کہا کہ رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم تو خدا تعالیٰ نے
اُسکو برکت اور سلامتی عطا کی اور فرمایا کہ یا نوح اھبط بسلام منا و برکات علیک اور ابراہیم علیہ السلام کو جسوقت نمرود آگ میں ڈالتا تھا
اُسوقت حضرت ابراہیم نے کہا کہ اعوذ باللہ خالقی فہدانی من شر ما اصاہ وانا فی حق تعالیٰ نے آگ کو حکم کیا کہ یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم وہ آگ